امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل وکمالات پر مشتمل
ایک شہرِ آفاق کتاب

مناقبِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مصنف
امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ۹۱۱ھ

مترجم
مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

ناشر
مکتبہ فیضِ عالم

تَبْيِيْضُ الصَّحِيْفَةِ
فِيْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

للامام الحافظ جلال الملّة و الدين

ابی الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی

رحمه الله تعالٰی المتوفّٰی 911ھ/1505ء

ترجمہ

حضرت علّامہ حکیم مُفتی سیّد غلام مُعین الدین نعیمی علیہ رحمۃ اللہ

متوفّٰی 1391ھ/1971ء

تسہیل، تخریج، نظرِ ثانی

محمد رضاء الحسن قادری حفظہ اللہ

مکتبہ فیضِ عالم

لاہور-پاکستان

نامِ کتاب	:	تَبْيِيْضُ الصَّحِيْفَةِ فِيْ مَنَاقِبِ الْإِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ
موضوعِ کتاب	:	سیر و مناقبِ امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ
مصنف	:	امام جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	:	حضرت حکیم سید مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
تسہیل و تخریج و نظرِ ثانی	:	محمد رضاء الحسن قادری حفظہ اللہ
کمپوزنگ	:	ایمان کمپوزنگ سنٹر، لاہور
اِشاعتِ نو	:	2007ء
صفحات	:	80
ہدیہ	:	30/-
ناشر	:	مکتبہ فیضِ عالم

اسٹاکسٹ:

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ، لاہور

میلاد پبلی کیشنز دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست

حرفِ چند

الحمد للّٰہ الذی احسن تدبیر الکائنات و خلق الارضین والسماوات وانزل الماء من المعصرات وانشا الحب والنبات و قدر الارزاق والاقوات و اثاب علی الاعمال الصالحات والصلوٰة والسلام علی سیّدنا محمّد ذی المعجزات الظاھرات الذی حصل من نورہ وجود الکائنات و علی آلہٖ و ازواجہ الطاھرات امّا بعد!

الامام الاعظم من الائمۃ الاربعۃ فی الفقہ الاسلامی سیدنا ومولانا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت زوطی کوفی رضی اللہ عنہ (المتوفٰی 150ھ) کی سیر ومناقب پر مشتمل رسالۂ مبارکہ "تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ" مُصنّفہ امام جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ (المتوفٰی 911ھ) ومترجمہ حضرت مولانا حکیم سید مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمۃ (المتوفٰی 1391ھ) پیشِ خدمت ہے۔

مُصنِّف، مُصنَّف، مُصنَّف فیہ اور مُترجم کا تعارُف بندۂ عاجز کیا بیان کر سکتا ہے کہ

ع منہ میرا بہت چھوٹا ہے اور بات بڑی ہے

یہاں صرف اس ترجمے کے حوالے سے چند معروضات قارئین کی معلومات میں اضافے کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔ اس ترجمے پر مَیں نے اپنی بساط کے مطابق کچھ کام کیا ہے جس کا خاکہ ذیل میں مندرج ہے:

1- اَحادیث اور دیگر واقعات کے حوالہ جات لگائے گئے ہیں نیز ہر حوالے کے ساتھ کتاب کا مطبع بھی لکھا گیا ہے۔

2- ہر نئے موضوع کی روایت کی ایک الگ سُرخی بنادی گئی ہے۔ قبل ازیں حضرت مُترجم علیہ الرحمۃ نے چند چیدہ چیدہ مقامات پر عنوانات قائم کیے تھے۔

3- حسبِ ضرورت عبارات کی پیرابندی کی گئی ہے۔

4- پرانے اور مشکل الفاظ کو جدید اور سہل الفاظ سے بدل دیا گیا ہے۔

5- کتبِ ماخذ کی آخر میں فہرست مع مصنفین و مطابع بنائی گئی ہے۔

نوٹ: دورانِ تحقیق کوشش بسیار کے باوجود درج ذیل کتب مطبوعہ مل نہ سکیں، لہٰذا ان کے حوالہ جات کے لیے مصنف علام پر ہی اعتماد کیا جاتا ہے۔

1- الالقاب از شیرازی

2- المتفق والمفترق از حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی

3- کتاب العقلاء از ابن عبدالبر یوسف بن عبداللہ قرطبی

4- کتاب الانتصار از ابوالمظفر سمعانی

5- وہم الاکرام از ابو اسمٰعیل

6- الاحادیث المختارۃ از ضیاء مقدسی

7- نہایۃ الاختصار فی مناقب الائمۃ الامصار } جن کے مصنفین کا کتاب میں ذکر نہیں

8- تاریخ بخارا

9- حافظ ابوبکر محمد بن عمر جعابی کی کتاب } جن کے نام مصنف نے ذکر نہیں کیے

10- حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب

11- فتاویٰ از ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ان کتب میں سے کوئی ایک بھی کتاب کسی کے پاس موجود ہو تو براہِ کرم کتاب ھٰذا میں مذکور حوالہ کی نشاندہی فرما کر ہمیں ضرور فراہم کریں۔

عربی کتاب کے دو نسخے دستیاب ہو سکے۔ انہی کو سامنے رکھتے ہوئے ترجمے کی تصحیح، تسہیل اور پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔

1- تحقیق و تعلیق از عبدالرحیم غالب ڈچالیہ مطبوعہ دار البشائر للطباعۃ والنشر والتوزیع دمشق شام

2- تعلیق از محمد عاشق الٰہی برنی مطبوعہ دار الارقم، بیروت لبنان و ادارۃ القرآن والعلوم

الاسلامیہ، کراچی۔پاکستان

یہ نسخہ جات محترم جناب حافظ محمد شہزاد ہاشمی صاحب ﷾ (انچارج رضا لائبریری، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) کی مدد سے موصول ہوئے۔ مَیں ان کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔

آخر میں مَیں اخی فی الاسلام محمد افضل قادری صاحب ﷾ (ناظم و بانی مکتبۂ فیضِ عالم، لاہور) کا مشکور ہوں کہ ان کی تحریک سے اس بابرکت کام کا آغاز ہوا اور بحمد اللہ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ بلاشبہ وہ اس لحاظ سے بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس عظیم کتاب کی ازسرِنو اِشاعت * کرکے اس کی اِفادیت کو عام کیا۔ جزاہ اللّٰہ خیراً وافراً۔

اللہ ﷻ کی مَدد ونُصرت اور احباب کے تعاوُن سے اَب ارادہ ہے کہ اِمام جلال الدین سیوطی شافعی ﷫ کی کتابِ مستطاب ''مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ'' مترجمہ حضرت مولانا حکیم سیّد مفتی غلام معین الدین نعیمی ﷫ بنام ''الاصطفاء بالنعماء لآبائہ الاتقیاء المعروف والدینِ مصطفیٰ'' کی تصحیح وتخریج کا کام کیا جائے۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم اپنے کمال فضل وکرم سے اِس کام کو بدرجۂ اَتم پورا فرمائے اور بزرگانِ دینِ متین کی تعلیمات اور کاوشات کو زندہ کرنے اور ان کی تصنیفات وتالیفات کو جدید انداز میں منظرِ عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام اسلامی اشاعتی اداروں کو دِن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

محمد رضاء الحسن قادری

14 ربیع النور 1428ھ

بمطابق 13 اپریل 2007ء بروز منگل وار

انوارِ باہو لائبریری

جامع مسجد ومحلہ مولانا روحی

اندرون بھاٹی گیٹ، لاہور

* حضرت مولانا حکیم سیّد مفتی غلام معین الدین نعیمی ﷫ کا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ادارۂ سوادِ اعظم (لاہور) سے چھپا۔ بعد ازاں ادارۂ معارف نعمانیہ (لاہور) اور دارالکتب الحنفیہ (کراچی) نے بھی اسے طبع کیا اور اب مکتبہ فیض عالم (لاہور) اسے جدید انداز میں چھاپنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ۱۲ محمد رضا

تعارف مصنف

قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب:

عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابی بکر بن محمد بن سابق الدین بن فخر الدین عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین بن ابی الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن الشیخ ہمام الدین الہمام الخُضَیری السیوطی۔

کنیت:

ابوالفضل۔

لقب:

جلال الدین۔

پیدائش:

امام جلال الدین عبدالرحمٰن کی پیدائش یکم رجب 849ھ بمطابق 3 اکتوبر 1445ء کو قاہرہ میں ہوئی جہاں ان کے والد صاحب ''مدرسہ الشیخونیہ'' میں فقہ کے مدرس تھے۔

خُضَیری اور سیوطی کی نسبت:

چونکہ آپ کے مورثِ اعلیٰ پہلے بغداد کے محلّہ ''خُضَیر'' میں آباد تھے۔ اس لئے آپ ''خُضَیری'' کہلاتے ہیں۔ (مراصد الاطلاع)

لفظِ خُضَیر بصورتِ مصغر ہے اور یہ بغداد میں محلّہ ''خُضَیریّہ'' امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس کے پڑوس میں ہے۔

اَسیُوط (ہمزہ کے زبر اور سین کے سکون کے ساتھ) ''صعید مصر'' کے نواح میں ایک قدیمی قصبہ ہے۔ (مراصد الاطلاع)

اور اسی کو ہمزہ کے بغیر ''سیوط'' کہا جاتا ہے۔ (معجم البلدان)

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی نے اپنی کتاب ''حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ'' میں اپنے حالات اس طرح لکھے ہیں کہ میرے جدِّ اعلیٰ کا نام ہمام الدین ہے جو مشائخ طریقت میں سے تھے۔ ان کے مفصّل حالات میں نے ''طبقات الصوفیہ'' میں لکھے ہیں۔ میرے بزرگ اہلِ وجاہت و اہلِ ریاست تھے۔ اِن میں بعض حاکم شہر اور بعض حاکم کے مشیر تھے۔ ان میں ایک بزرگ سیوط میں ایک مدرسہ کے بانی تھے اور انہوں نے اس مدرسہ کیلئے اوقاف بھی مقرّر کئے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ولادت کے بعد مجھے شیخ محمد مجذوب کی خدمت میں لے جایا گیا جو کبار اولیاء اللہ سے تھے۔ انہوں نے میرے واسطے برکت کی دُعا کی۔ میری نشو ونما یتیمی کی حالت میں ہوئی۔

علامہ کے والد فقہائے شافعیہ میں سے تھے جن کی وفات صفر 855ء بمطابق مارچ 1451ء میں ہوئی تھی۔ جبکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پانچ سال سات ماہ تھی اور آپ حفظِ قرآن کے سلسلے میں سورۃ التحریم تک پہنچے تھے۔ باپ کے ایک صُوفی دوست نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنالیا۔ (بغیۃ الوعاۃ صفحہ 206)

بمشکل آٹھ برس کے ہوئے تھے کہ قرآن مجید حفظ کرلیا۔ پھر عمدۃ الاحکام، منہاج نووی، الفیہ ابنِ مالک، منہاجِ بیضاوی وغیرہ حفظ کرلیں اور نامور اساتذہ و شیوخِ عصر کو سنا کر ان سے اجازہ حاصل کیا اور مصر کے مشہور اساتذہ سے تفسیر، حدیث، فِقہ، نحو، معانی، بیان، طب وغیرہ علوم وفنون پڑھے اور آخر میں فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد 869ھ/ 1464ء میں بعض علوم کی تکمیل کی۔

قاہرہ واپس آنے پر پہلے قانونی مسائل میں مشیر کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ پھر انہیں اپنے اُستاذ علّامہ بلقینی کی سفارش سے ''مدرسہ شیخونیہ'' میں مُدرّس کی وہی جگہ مل گئی

جہاں پہلے ان کے والد ما مور تھے۔ 891ھ/ 1486ء میں انہیں اس سے بھی زیادہ اہم مدرسہ ''البیبرسیہ'' میں منتقل کر دیا گیا لیکن رجب 906ھ/ فروری 1501ء میں انہیں اس منصب سے الگ کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ جزیرۂ نیل کے الروضہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور جب تین سال بعد ان کا جانشین وفات پا گیا تو اس عُہدے کو دوبارہ قبول کرنے سے علاّمہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا۔

تبحّرِ علمی:

کتاب ''حسن المحاضرہ'' میں علاّمہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں تبحر عطا فرمایا ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ حج کے موقعہ پر میں نے آبِ زمزم پیا اور اس وقت یہ دعا مانگی کہ علمِ فقہ میں مجھے سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا رُتبہ مِل جائے چنانچہ آپ کی تصانیف اور ان کا علمی تبحر اس کا شاہد ہے کہ آپ کی یہ دُعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گئی۔

قوّتِ حافظہ:

آپ کی قوّتِ حافظہ نہایت شدید تھی چنانچہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ ''مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر اِس سے زیادہ احادیث مجھے اور ملتیں تو میں ان کو بھی یاد کر لیتا۔ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپ نے درس و تدریس، اِفتاء قضاء وغیرہ کی مصروفیات کو ترک کر دیا اور گوشہ نشین ہو کر ہمہ تن تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ کی یہ دینی خدمت جس میں آپ کے شب و روز گذر رہے تھے، بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حُسنِ قبول سے شرف یاب ہوئی اور سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رؤیا میں آپ کو ''شیخ السُّنّۃ'' کے لقب سے مخاطب فرمایا۔

دیدارِ مصطفیٰ:

شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ سرورِ ذی شان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ بہجت آثار سے کتنی بار مشرّف ہوئے تو آپ نے فرمایا:

''ستّر بار سے زیادہ''۔ (اللہ! اللہ! کیسی خوش نصیبی ہے)

امام المحدّثین جلال المِلّۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علاّمہ سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی قدّس سِرّہُ النّورانی تحریر فرماتے ہیں:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتِ بیداری میں پچھتر مرتبہ زیارت ہوئی''۔

(المیزان الکبریٰ جلد 1 صفحہ 44)

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس طرح خاتم حفاظ الحدیث امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی قدّس سرہُ العزیز پچھتر بار بیداری میں زیارت جمالِ جہاں آرائے حضور پُرنور سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوئے۔ بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیقاتِ حدیث کی دولت پائی۔ بہت احادیث کی کہ طریقۂ محدّثین پر ضعیف ٹھہر چکی تھیں، تصحیح فرمائی جس کا بیان عارفِ ربّانی امام العلامہ عبدالوہاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہٗ النُّوْرَانِیْ کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھے''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 2 صفحہ 415)

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی نے بھی علاّمہ سیوطی کیلئے بائیس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

کتب السیوطی اَنّہٗ کان اِذافات عنہ التھجّد مَرِض و کتب اَنّہٗ زار النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اثنی و عِشرین مرّۃ فی الیقظۃ۔

''علاّمہ سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ اگر کہیں ان سے نماز تہجد فوت ہو جاتی ہے تو وہ بیمار ہو جاتے ہیں اور (حضرت علاّمہ نے) یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں بائیس مرتبہ زیارت کی ہے''۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد 4 صفحہ 366)

وصال:

آپ رضی اللہ عنہ نے 63 سال کی عمر پائی اور ایک معمولی مرض یعنی ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہو

کر 18 جمادی الاولیٰ 911ھ/ 17 اکتوبر 1505ء کو بعہد المتمسک باللہ انتقال فرمایا۔

مُجدّدِ وقت:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی علمی خدمات کی بناء پر جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی، وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء اور رُشد و ہدایت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ مفسّر، محدّث، فقیہ، ادیب، شاعر، مؤرّخ اور لغوی ہی نہ تھے بلکہ مجدّدِ عصر اور مجتہدِ وقت بھی تھے۔ ان کے سوانح نگار شمس الدین داوٗدی (متوفی 945ھ) کا بیان ہے کہ سیوطی علوم و فنونِ حدیث میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔

(الکواکب السائرۃ جلد ا صفحہ 228)

جامع العلوم و مجتہدِ عصر:

علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ ہر طرح جامع العلوم شخصیت تھے مگر سات علوم میں خود انہیں اپنی مہارت کا دعویٰ تھا اور وہ مجتہد ہونے کے مدّعی تھے۔

علّامہ سیوطی کے علوم ہفت گانہ کی مہارت کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا گیا اور ان کی گوناگوں تصانیف سے بھی اس کی توثیق ہوگئی مگر ان کے دعوائے اجتہاد پر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس دعوے کے ثبوت میں دلائل کا مطالبہ کیا گیا مگر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار کر لی۔

(حسن المحاضرہ جلد 1 صفحہ 190)

حق یہ ہے کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اجتہاد کے اہل تھے، کیونکہ علمائے اصُول کی بیان کردہ شرائطِ اجتہاد کے وہ جامع تھے اور احکامی آیات و احادیث اور شروطِ قیاس کے عالم تھے اور اجماع و خلاف کے مواقع کی بخوبی پہچان رکھتے تھے البتہ علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب شافعی کے مطابق مذہب کی تخریج و ترجیح کے اجتہاد کے علاوہ بالفعل کوئی اجتہاد کیا نہیں۔

یہاں پر عبدالوہاب و عبداللطیف سے جو کہ علماء جامعۃ الازھر (مصر) سے ہیں، غلطی سرزد ہوگئی ہے کہ انہوں نے علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو اجتہادِ مطلق کا اہل لکھ دیا ہے حالانکہ اجتہادِ مطلق کے اہل تو بانیانِ مذاہبِ اربعہ یعنی ائمۂ اربعہ ہی تھے کہ وہی مجتہدِ مطلق تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے حضرات مجتہد فی المذہب یا مجتہد فی المسائل یا اصحابِ تخریج یا اصحابِ ترجیح ہی تھے۔

زُودنویسی:

علّامہ سیوطی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ انتہائی زودنویس اور زود تالیف تھے۔ ان کے تلمیذ شمس الدین داوٗدی کا بیان ہے کہ سیوطی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ ایک دن میں تین کرّاسے (رسائل وغیرہ) تالیف کرتے اور لکھ لیا کرتے تھے۔ جبکہ وہ اِملاء حدیث کراتے تھے اور سوالات کے جوابات بھی دیا کرتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ تفسیر جلالین نصف اوّل چالیس دن میں لکھ لی تھی۔

تعدادِ تصانیف:

شہاب دین احمد مکناسی متوفی 1025ھ نے علامہ سیوطی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی ہے۔

عبدالقادر العیدرُوسی متوفی 1038ھ کا بیان ہے کہ سیوطی نے جن کتابوں سے رجوع کیا یا ان کو دریابُرد کر دیا، ان کے علاوہ ان کی تصانیف کی تعداد چھ سو ہے۔ البتہ خود سیوطی نے ''حسن المحاضرہ'' میں اپنی تصانیف کی تعداد تین سو بتائی ہے۔

بروکلمان نے ان کی تعداد چار سو پندرہ اور کتاب (تاریخِ ادبیاتِ عربی) کے تکملہ میں بیس صفحات پر پھیلی ہوئی ایک فہرست دی ہے۔ (تکملہ 2 صفحہ 178)

ابن ایاس کہتے ہیں کہ سیوطی نے ''حسن المحاضرہ'' میں اپنی کتب کی تعداد کا ذکر کیا ہے وہ اس وقت تک کی ہے پھر اس کے بعد آپ کی تصانیف کی تعداد چھ سو تک پہنچ گئی تھی۔ تو جن لوگوں نے ان کی تصانیف کی زیادہ تعداد کا ذکر کیا ہے، وہ ''حسن المحاضرہ'' کی تالیف کے بعد کی تالیفات کو پہلی تصنیفات سے ملا کر کرتے ہیں۔ لہٰذا کوئی تخالُف و تضاد نہیں۔

بعض تصانیف کا تذکرہ:

یہاں موضوع وار چند تصانیف کا مختصر تعارُف پیش کیا جاتا ہے۔

قرآنیات: علامہ سیوطی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے قرآنِ پاک کی تفسیر سے متعلقہ احادیث ''ترجمان القرآن فی التفسیر المسند'' میں جمع کیں، پھر خود ہی اس کتاب کا خلاصہ اپنی کتاب ''الدُّرُّ المنثور

في التفسير بالماثور" میں کیا جس میں انہوں نے صرف ادبی مآخذ کا ذکر تو کر دیا مگر اسناد کو حذف کر دیا۔

بعض مشکل قرآنی آیات سے انہوں نے کتاب "مفحمات الاقران فی مبہات القرآن" میں بحث کی ہے۔

انہوں نے قرآنِ کریم کی مختلف سورتوں کے شانِ نزول پر "لباب النقول فی اسباب النزول" لکھی جو الواحدی کی کتاب "اسباب نزول القرآن" پر مبنی ہے، لیکن انہوں نے حدیث اور تفسیر سے حوالے دے کر اس میں اضافہ کیا ہے۔

"تفسیر الجلالین" ان کے استاذ جلال الدین محلّی (متوفی 864ھ) نے شروع کی تھی مگر وہ اسے مکمل نہ کر سکے تو سیوطی نے اسے 870ھ میں چالیس دن کے اندر مکمل کر لیا، محلّی نے یہ تفسیر الکہف سے الناس تک لکھی، سیوطی کی تکمیل الفاتحہ سے الکہف تک ہے۔

"الاتقان فی علوم القرآن" الزرکشی (متوفی 794ھ) کی "البرہان فی علوم القرآن" کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی گئی۔ اس میں تفسیری علوم کے اسی انواع کا بیان ہے۔ سیوطی اس کتاب کی تصنیف سے 878ھ میں فارغ ہوئے۔

"الاکلیل فی استنباط التنزیل" احکامی آیات پر لکھی ہے۔

علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تصانیف آج نایاب ہیں بلکہ مدتوں سے ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ غنیمت ہے کہ "حسن المحاضرہ" کی بدولت ان کتابوں کے نام باقی رہ گئے ہیں انہی نایاب کتابوں میں سے علّامہ کی بڑی مبسوط اور جامع تفسیر "مجمع البحرین ومطلع البدرین" ہے۔

مُلا علی قاری (المتوفی 1014ھ) علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا شیخ المشائخ لکھتے ہیں۔ ان کی تفسیر "دُرِ منثور" کے بارے میں رائے دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

شیخ مشائخنا السیوطی ھو الّذی احیا علم التّفسیر المأثور فی الدّرّ المنثور۔

"اُستاذ الاستاذہ سیوطی وہ عالم ہیں جنہوں نے تفسیر ماثور کو کتاب "دُرّ منثور"

کے ذریعہ زندہ کیا ہے''۔

حدیث: جس طرح علاّمہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مفسّرین کرام کی صف میں ممتاز ہیں اور اپنے عہد کے ایک محقّق اور بلند پایہ مفسّر شمار کئے جاتے ہیں، اسی طرح نویں صدی ہجری کے مشہور محدّثین میں بھی آپ کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ مدوّن حدیث کے اعتبار سے ان کی مشہور تالیف ''جمع الجوامع'' ہے۔ اسے ''الجامع الکبیر'' بھی کہتے ہیں۔ اس میں علاّمہ نے صحیح بخاری، مُسلم، موطّا، سنن ابنِ ماجہ، ترمذی اور نسائی کو مع دس مسانید کے جمع کیا ہے۔

تقریب و تدریب: ''تقریب'' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ علاّمہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مبسوط شرح بنام ''تدریب الراوی علیٰ تقریب النواوی'' لکھی ہے۔

تذکرہ اور تاریخ: علاّمہ سیوطی نے جس مجتہدانہ اور فاضلانہ انداز میں علوم قرآن، تفسیر و حدیث پر قلم اُٹھایا ہے، اسی طرح تاریخ کے موضوع پر بھی انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں بہت کچھ لکھا ہے۔ کتاب ہٰذا بھی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ اور سوانحِ حیات پر مشتمل ہے۔

مَیں یہاں پر علاّمہ کی دوسری بہت سی تصانیف کا تذکرہ نہیں کر سکا جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی جملہ مشہور و مطبوعہ تصانیف پر تبصرہ کرنا یہاں اس مختصر سے مضمون میں مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علاّمہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل اور ان کی کاوشوں کے صدقے میں مجھ ایسے گناہ گاروں کو بخش دے اور ہماری جُملہ پریشانیوں کو دور فرمائے۔

آمین! یا ربّ العٰلمین بحرمة رحمة للعالمین و اولیاء اُمّتہٖ و علماء مِلّتہٖ اجمعین۔ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیه و علیهم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

تعارُفِ مُترجم

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری حفظہ اللہ

مولانا مخدوم غلام معین الدین نعیمی ابن سید صابر اللہ شاہ چشتی صابری اشرفی نعیمی 10 ربیع الثانی بمطابق 23 دسمبر (1342ھ/ 1923ء) کو مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ مراد آباد کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ میں تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہما سے علومِ دینیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ دینی تعلیم کے حصول کے زمانہ ہی میں فنِ طب حاصل کیا اور 1943ء میں وہاجیہ طبیّہ کالج لکھنؤ سے ''الحکیم الفاضل'' کی سند حاصل کی۔ 1945ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تحصیلِ علوم سے فارغ ہو گئے۔ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں تحریکِ پاکستان کے لیے سرگرمی سے کام کیا۔ ایک عرصہ تک آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے منصرم رہے۔

1950ء میں پاکستان چلے آئے۔ غازیٔ کشمیر مولانا ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت کا نائب ناظم مقرر کیا۔ ایک مدت تک جمعیت کا ترجمان ''جمعیت'' نکالتے رہے اور پوری تندہی سے کام کیا۔ بعد ازاں حضرت صدر الافاضل کی یاد میں ہفت روزہ ''سوادِ اعظم'' نکالا اور بڑی محنت اور ہمت سے تاحیات جاری رکھا۔ اس جریدے کی خصوصیت یہ تھی کہ مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کے تحفظ کے لیے حتّی الامکان کوشش کرتے رہے اور اسی کے ذریعے مسلک کے مخالفین کی فتنہ سامانیوں کا سختی سے نوٹس لیا جاتا رہا۔ ان کی حق گوئی و بے باکی ہمارے لیے قابلِ فخر اور مشعلِ راہ ہے۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ناقدری کے اس دور میں تقریباً پچاس * کتابوں کے ترجمے

---

* ہم تک حضرت مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی درجِ ذیل فہرست پہنچی ہے:

1- نعیم العطاء فی حدیث المجتبیٰ ترجمہ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (بقیہ حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

کیے جن میں سے شفاء شریف، مدارج النبوت اور کشف المحجوب کے ترجمے خاص طور پر قابلِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

-2 النعمۃ العظمیٰ ترجمہ الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ
-3 ترجمہ مدارج النبوت
-4 الطریق المحبوب ترجمہ کشف المحجوب
-5 شروح الغیب ترجمہ فتوح الغیب
-6 ماانعم علی الامۃ ترجمہ ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ المعروف ایامِ اسلام
-7 نعیم العرفان ترجمہ تکمیل الایمان
-8 الاصطفاء بالعماء لاباۂ الاتقیاء ترجمہ مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ المعروف والدینِ مصطفیٰ
-9 دیدارِ حبیب (ترجمہ بشری الکئیب بلقاء الحبیب)
-10 بکھرے موتی (ترجمہ الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ)
-11 ترجمہ تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ
-12 بیان المیلاد النبوی
-13 تفسیر نعیم البیان
-14 نعیمِ رسالت
-15 احقاقِ حق
-16 حیاتِ صدر الافاضل
-17 فتاوی صدر الافاضل
-18 مواعظِ حسنہ (ترجمہ مواعظِ عصفوریہ)
-19 سرورِ خاطر (ترجمہ قرۃ العیون ومفرح القلب المحزون)
-20 نجدی مذہب (ترجمہ الصواعق الالٰہیہ)
-21 العقائد (ترجمہ فقہ اکبر)
-22 مسئلۃ السماع (ترجمہ اصول السماع)
-23 ترجمہ شواہد النبوۃ
-24 ترجمہ قصیدہ بدء العالی
-25 ترجمہ وصایا امام اعظم۔ ۱۲ محمد رضا

ذکر ہیں۔اس کے علاوہ بے سروسامانی کے عالم میں مسلکِ اہلِ سُنّت کی بہت سی کتابوں کی اشاعت کی۔

12 جمادی الاخریٰ/ 14 اگست (1391ھ/ 1971ء) بروز بدھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا اور لاہور میں میانی صاحب کے قبرستان میں بہاولپور روڈ پر مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس آسودۂ خاک ہوئے۔نمازِ جنازہ حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

(پندرہ روزہ (اَب ہفت روزہ) سوادِ اعظم، لاہور (معین الدین نمبر، جولائی 1972ء) صفحہ 19 تا 22)

جناب بشیر حسین ناظم نے قطعۂ تاریخ لکھا جس کا تاریخی شعر درجِ ذیل ہے:

چوں از فلک بخواستم کہ چیست سالِ رحلتش؟

بگوشِ مژدہ آمدہ "غریقِ رحمتِ ابد"

۱۹ ء ۷۱

(پندرہ روزہ سوادِ اعظم، لاہور (معین الدین نمبر، جولائی 1972ء) صفحہ 13)

تقاضائے وقت

عالَمِ اِسلام کے صحیح الاعتقاد مسلمان اہلِ سُنّت و جماعت ائمہ اَربعہ یعنی اِمام اَعظم اَبوحنیفہ نُعمان بن ثابت، اِمام مَالِک بن انس، اِمام محمد بن اِدرِیس شافعی اور اِمام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے مُقلِّدین میں ہی آج مُنحصر ہیں۔ اِن کے مَاسویٰ آج جتنے مَذاہب و فِرَق ہیں، وہ جادۂ اِعتدال سے مُتجاوز اور صراطِ مستقیم سے دُور ہیں۔

چونکہ پاک و ہند کی غالب اَکثریّت مُسلمانانِ اہلِ سُنّت و جماعت سراج الامّۃ سیّدنا اِمام اَعظم اَبوحنیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی فقہ کے مقلِّد ہیں، اِس لیے وقت و حال کا اِقتضاء تھا کہ عامّۃُ المسلمین کو اِمام اَعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی دِقّتِ نظر، تبحّرِ علمی، مہارت بر کتاب وسُنّت اَور اُن کے حالات وتذکار سے باخبر کیا جائے۔

یوں تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مدح وتوصیف اور حالات وکوائف پر بڑی بڑی مبسوط وضخیم کتابیں موجود ہیں مگر اِس دَورِ اِنحطاط میں اُن کے پڑھنے اور سمجھنے کی کسے فُرصت مُیسّر ہے۔

ہماری خوش قسمتی سے اِس اَہم مَوضوع پر محدِّثِ زمانہ علّامۃُ العصر اِمام جلال الدین سیوطی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تالیف جوکہ مختصر بھی ہے اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے حالات پر جامع بھی، نظر سے گزری۔ پھر لُطف یہ کہ یہ تصنیف کسی حنفی مقلِّد کی نہیں بلکہ شافعی مقلِّد کی ہے۔ بلاشبہ اِس لحاظ سے بھی عامّۃُ المسلمین کو اِمامِ اَعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے مقامِ بلند و رَفیع کے جاننے اور سمجھنے میں خاص مَدد ملے گی۔ اِس لیے اِس کا ترجمہ پیش کرنے کی سَعادت حاصل کی جارہی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مُتعصّب اورکور باطن کے لیے سُرمۂ بصیرت بنائے۔ آمین۔

غلام مُعین الدین نعیمی غُفِرَلَہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

مَیں نے یہ رِسالہ اِمام اَبوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں تالیف کیا ہے اوراس کا نام "تَبْیِیْضُ الصَّحِیْفَۃِ فِیْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ" رکھا ہے۔

والدِ ماجد رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:

خطیب بغدادی اَپنی "تاریخ" میں فرماتے ہیں:

"ہم سے قاضی اَبوعبداللہ حسین بن علی صیمری نے بروایتِ عمر بن اِبراہیم مقری، وہ مکرم بن حنبل بن احمد قاضی سے، وہ احمد بن عبداللہ بن شاذان المروزی سے، وہ اَپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے، بَیان کیا کہ شاذان المروزی بَیان کرتے ہیں کہ میں نے اِسماعیل بن حماد بن اَبوحنیفہ سے سنا ہے کہ ثابت بن نُعمان بن مرزبان ملک فارس کے آزادمَردوں میں سے تھے۔ وہ فرماتے تھے: خدا کی قسم! ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں گزرا۔ میرے دادا (اِمام اَعظم اَبوحنیفہ رضی اللہ عنہ) 80ھ میں پیدا ہوئے اور اُن کے والد حضرت "ثابت" اَپنے بچپنے میں حضرت علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے اُن کی اَولاد میں برکت کی دُعا فرمائی اور ہم اللہ عزوجل سے اُمّید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے حضرت علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ کی دُعا ہمارے حق میں ضرور قبول فرمائی ہے اور نعمان بن مرزبان حضرتِ ثابت کے والد تھے۔ یہی وہ نعمان ہیں جنھوں نے "نوروز"* کے دِن حضرت علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں "فالودہ" کا تحفہ بھیجا تھا۔ اِس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نوروز لنا

* "نوروز" اِیرانی شمسی سال کا پہلا دن ہے جس میں اِیرانی لوگ جشن مناتے ہیں۔ ۱۲ محمد رضا

کلّ یوم۔ ''ہمارے لیے ہر دن نوروز ہے''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 326 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

ائمۂ کرام کے متعلّق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں:

ائمۂ کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اِمام مالک رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بشارت دی:

یُوْشِكُ اَنْ یَّضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَایَجِدُوْنَ اَحَداً اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَةِ۔

''ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش کریں گے مگر مدینہ کے ایک عالم سے بڑھ کر کسی کو عالم نہ پائیں گے''۔

(جامع ترمِذی: اَبوابُ العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد 2 صفحہ 97 عن ابی هریرة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-پاکستان)

ایک حدیث میں اِمام شافعی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بشارت دی:

لَا تَسُبُّوْا قُرَیْشاً فَاِنَّ عَالِمَهَا یَمْلَأُ الْاَرْضَ عِلْماً۔

''قریش کو برا نہ کہو کیونکہ ان میں سے ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا''۔

(مسندابی داؤد طیالسی جلد 1 صفحہ 159 رقم الحدیث: 307 عن عبد اللّٰه بن مسعود مطبوعہ دارُالکتب العلمیہ، بیروت-لبنان)

مَیں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے جسے ابونعیم (حافظ احمد بن عبداللہ اصبہانی) نے ''الحلیة'' میں بروایتِ ابو ہریرہ نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الْعِلْمُ منوطًا بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔

''اگر علم ثُریا پر پہنچ جائے تو فارِس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مرد ضرور اُس تک پہنچ جائے گا''۔

(حلیۃُ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد 6 صفحہ 64 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اور شیرازی ''الالقاب'' میں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے رِوایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الْعِلْمُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ قَوْمٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔

''اگر علم ثُریا پر اُٹھ جائے تو مردانِ فارِس کی قوم اُس تک ضرور پہنچ جائے گی''۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل اَلفاظ صحیح بخاری و مسلم میں یہ ہیں:

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ۔

''اگر اِیمان ثُریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردانِ فارس اُس تک ضرور پہنچ جائیں گے''۔

(صحیح بُخارِی: کتابُ التفسیر جلد 2 صفحہ 727 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی- پاکستان)

اور صحیح مسلم کے لفظ یہ ہیں:

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهُ۔

(صحیح مُسلم: کتابُ الفضائل جلد 2 صفحہ 312 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی- پاکستان)

اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ''معجم طبرانی کبیر'' میں اِن اَلفاظ کے ساتھ ہے:

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَاتَنَالُهُ الْعَرَبُ لَنَالَهُ رِجَالُ فَارِسَ۔

''اگر اِیمان ثُریا پر پہنچ جائے تو اَہلِ عرب نہ پہنچ سکیں گے اَلبتہ مردانِ فارِس اُسے ضرور حاصل کرلیں گے''۔

(معجم کبیر جلد 18 صفحہ 353 رقم الحدیث: 901 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت- لبنان)

اور ''معجم طبرانی'' میں ہی بروایتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔

''اگر دِین ثُریّا میں مُعلّق ہوجائے تو یقیناً مردانِ فارِس کے لوگ اُسے حاصل کرلیں گے''۔

(معجم کبیر جلد 10 صفحہ 204 رقم الحدیث: 10470 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت- لبنان)

لہٰذا یہ اصل صحیح ہے۔ بشارت کے باب میں اِس پر اِعتماد کیا جاسکتا ہے اور فضیلت میں مذکورہ دونوں اِماموں کے بارے میں مروِی حدیثوں کے مانند اور ہم مثل ہے اور وضعی خبروں سے بے نیاز کردیتا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات اور رِوایتِ حدیث:

اِمام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے جو حدیثیں روایت فرمائی ہیں، ان کا تذکرہ کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مُلاقات کی ہے:

1- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

2- حضرت عبد اللہ بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ

3- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

4- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

5- حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ

6- حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا

پھر یہ کہ اِمام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے تین، حضرت ابن جزء رضی اللہ عنہ سے ایک، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے دو، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک، حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے ایک اور حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے بھی ایک حدیث رِوایت فرمائی ہے۔ نیز حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث روایت فرمائی ہے اور یہ تمام اَحادیثِ مرویہ اِن طریقوں کے سوا بھی وارِد ہوئی ہیں لیکن حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے مُلاقات نہیں کی اَلبتہ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کے وجودِ گرامی کو دیکھا مگر اُن سے کوئی رِوایت نہیں سُنی۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا اِمام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

مَیں ایک ایسے فتوے پر مطلع ہوا ہوں جو کہ شیخ ولی الدین عراقی کی طرف سے تھا۔ اِستفتاء یہ تھا کہ کیا اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے کوئی رِوایت کی ہے

اور کیا اُن کا شمار تابعین میں ہے یا نہیں؟ اُنہوں نے اِس کا جواب دیا کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ صحیح نہیں ہے کہ اُنہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہو اور بلا شبہ اُنہوں نے حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ لہٰذا جن حضرات کے نزدیک تابعی ہونے کے لیے صرف صحابی کی رُؤیت کافی ہے، وہ اُنہیں تابعی گردانتے ہیں اور جن کے نزدیک یہ کافی نہیں، وہ اُنہیں تابعی شمار نہیں کرتے۔

اور یہی سوال جب حافظ اِبنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا:

''اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ وہ مکہ مکرّمہ میں 80ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ وہاں اُس وقت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور باتفاق اُن کا وِصال اس کے بعد ہوا ہے اور اسی زمانہ میں بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا انتقال 90ھ یا اِس کے بعد ہوا ہے اور اِبنِ سعد نے بے تردُّد سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دونوں صحابیوں کے علاوہ بھی بکثرت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مختلف شہروں میں اُن کے بعد زِندہ موجود تھے۔ بلاشبہ بعض علماء نے اِمام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مرویات کے بارے میں رسالے تالیف کیے ہیں لیکن ان کی اسناد یہاں ضعف سے خالی نہیں ہیں اور یہ بات معتمد ہے کہ اِمام اعظم رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ کو پایا اور اُن سے مُلاقات کی جیسا کہ مذکور ہوا اور ابنِ سعد نے ''الطبقات'' میں جو کچھ بیان فرمایا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طبقۂ تابعین میں سے تھے۔ یہ بات بلادِ اِسلامیہ کے ہمعصر کسی اِمام کے لیے ثابت نہیں ہے، خواہ شام میں اِمام اَوزاعی ہوں یا بصرہ میں اِمامین حمّادَین* ہوں یا کوفہ میں اِمام

* حمّادَین سے دو حمّاد مُراد ہیں:

(i) حماد بن سلمہ　(ii) حماد بن زید۔ ۱۲ محمد رضا

ثوری ہوں یا مدینہ مُنوّرہ میں اِمام مالک ہوں یا مَکّہ مکرّمہ میں مسلم بن خالد زنجی ہوں یا مصر میں اِمام لیث بن سعد ہوں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

یہ کلام حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا آخری حصّہ ہے۔

اِن کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات اور اس کے سوا اور بھی جو باتیں ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی اسناد ضعیف اور غیر صحیح ہیں مگر ان میں بطلان نہیں ہے۔

مرویّاتِ اِمام پر مُصنّف کی تحقیق:

اس وقت یہ امر آسان اور سہل ہو گیا کہ ہم ان احادیث کو بیان کر سکیں جو اِمام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اس لیے کہ ضعیفُ الاسناد کی روایت جائز ہے اور حسبِ تصریحاتِ ائمہ ان کا اطلاق و بیان درست ہے۔ اِسی بنا پر ہم اُن کی ایک ایک حدیث بیان کرتے اور ان پر بحث و کلام کرتے ہیں:

۱

1- حضرتِ ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف میں فرماتے ہیں کہ ہم تک بالاسناد بروایت اِمام ابو یوسف اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ اِمام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَیں نے حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

''علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

2- حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

''نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کی مانند ہے''۔

3- اِنہی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّھْفَانِ

''اللہ تعالیٰ غمزدہ کی دعا کو پسند فرماتا ہے''۔

اقول: اِن اَحادِیث کی اسناد میں ایک راوِی احمد بن المغلس مجروح ہے اگرچہ پہلی حدیث کا

مَتن واَلفاظ مشہور ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں:

''یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اس کے معنٰی صحیح ہیں اور حافظ جمال الدین مزی اِس حدیث کو ایسی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس سے یہ حدیث مرتبۂ حسن کو پہنچ جاتی ہے لیکن مَیں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرتبۂ صحیح کو پہنچتی ہے کیونکہ مَیں اِس حدیث کو تقریباً 50 طرق کے ساتھ جانتا ہوں اور ان طرق کو مَیں نے ایک رِسالہ میں جمع بھی کر دیا ہے۔

اَب رہی دُوسری حدیث تو اُس کا مَتن واَلفاظ صحیح ہے اور یہ ایک جماعتِ صحابہ سے وارِد ہے اور اِس کی اصل ''صحیح مسلم'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ اِن لفظوں سے مروی ہے:

مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ

''جس نے کسی نیک کام کی طرف رہنمائی کی، اس کے لیے اسکے کرنے والے کے برابر ثواب ہے''۔

(صحیح مُسلم: کتابُ الامارۃ جلد 2 صفحہ 137 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی-پاکستان)

اور تیسری حدیث کا مَتن صحیح ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی روایت میں وارِد ہے اور اس کی تصحیح ضیاء المقدسی نے ''المختارہ'' میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کی ہے''۔

۲

1- اِس کے بعد حضرت ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بروایت اِمام ابوحنیفہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے بالاسناد روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعْ مَا یَرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یَرِیْبُکَ۔

''جو تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ کر اس طرف ہو جو تجھے شک میں نہ ڈالے''۔

2- اِنہی واثلہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

لَا تُظْھِرِ الشَّمَاتَۃَ لِاَخِیْکَ فَیُعَافِیْہُ اللّٰہُ وَ یَبْتَلِیْکَ۔

''اپنے بھائی کو شرمندہ کرنے والی بات کو ظاہر نہ کرتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت دے کہ وہ تجھے ایسی بات میں مبتلا فرمائے''۔

اقول: پہلی حدیث کا متن صحیح ہے اور یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے اور اس کی تصحیح اِمام ترمِذی (جامع ترمذی: ابواب صفۃ القیامۃ جلد 2 صفحہ 78)، ابنِ حِبّان، (الاحسان فی تقریب صحیح ابنِ حبان: کتاب الرقائق جلد 2 صفحہ 429 رقم الحدیث: 722) حاکم (المستدرک علی الصحیحین: کتاب البیوع جلد 2 صفحہ 13) اور ضیاء نے حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی حدیث سے کی ہے۔

دوسری حدیث جو اِمام ترمِذی نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور سند کے ساتھ نقل کرکے اس کو مرتبہ ''حسن'' میں رکھا ہے۔

(جامع ترمذی: ابواب صفۃ القیامۃ جلد 2 صفحہ 77 مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-پاکستان)

اس کی شہادت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

۳

اِس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ بروایتِ ابوداؤد طیالسی اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بالاسناد نقل کرتے ہیں کہ اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں 80ھ میں پیدا ہوا اور 94ھ میں کوفہ میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ (صحابی) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مَیں نے ان کو دیکھا اور ان سے سماعت کی۔ اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ میں نے خود سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔

''تجھے کسی چیز کی محبت اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے''۔

اقول: یہ حدیث اِمام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اَپنی سُنَن میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے رِوایت کی ہے۔ (سنن ابی داؤد: کتاب الادب جلد 2 صفحہ 343 مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-پاکستان)

یہ بات تو اِس جگہ بہت ہی بعید ہے کہ کوئی کہے کہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ کا اِنتقال 54ھ میں اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ کی وِلادت سے بہت پہلے ہو چکا تھا حالانکہ

اِس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن انیس نام کے پانچ صحابی تھے۔ ممکن ہے کہ اِمام صاحب رضی اللہ عنہ نے جس عبداللہ بن انیس صحابی سے رِوایت لی ہو، وہ اِن پانچوں میں سے مشہور صحابی جُہنی کے سوا کوئی اور ہوں۔

۴

اِس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بروایتِ اِمام ابو حنیفہ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے بالاسناد رِوایت پہنچی ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا وَّلَوْ کَمَفْحَصِ قَطَاۃٍ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

''جس نے اللہ کے لیے تعمیرِ مسجد میں حصہ لیا اگرچہ بہت مختصر ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا''۔

اقول: اِس حدیث کا مَتن صحیح بلکہ متواتر ہے۔

۵

اِس کے ساتھ حضرت ابو معشر بالاسناد نقل کرتے ہیں کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے سُنا۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَکْثَرُ جُنْدِ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ الْجَرَادُ لَا اٰکُلُہٗ وَلَا اُحَرِّمُہٗ۔

''رُوئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں۔ مَیں نہ اُسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں''۔

اقول: اِس حدیث کا متن صحیح ہے اور اِسے ابو داؤد نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے رِوایت کیا ہے اور اس کی تصحیح ضیاء نے ''المختارہ'' میں کی ہے۔

تابعین وتبع تابعین سے ملاقات اور رِوایتِ حدیث:

حافظ جمال الدین المِزّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان مشائخ سے رِوایات اَخذ فرمائی ہیں:

1- اِبراہیم بن محمد بن منتشر
2- اِسماعیل بن عبدالملک بن ابی صفیراء

3- جبلہ بن سحیم
4- ابو ہند حارث بن عبدالرحمٰن ہمدانی
5- حسن بن عبیداللہ
6- حکم بن عتیبہ
7- حماد بن ابی سلیمان
8- خالد بن علقمہ
9- ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن
10- زبیر الیامی
11- زیاد بن علاقہ
12- سعید بن مسروق ثوری
13- سلمہ بن کہیل
14- سماک بن حرب
15- ابی رؤبہ شداد بن عبدالرحمٰن
16- شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی۔ یہ آپ کے ہم زمانہ ہیں۔
17- طاؤس بن کیسان
18- طریف بن سفیان سعدی
19- ابوسفیان طلحہ بن نافع
20- عاصم بن کلیب
21- عامر شعبی
22- عبداللہ بن ابی حبیبہ
23- عبداللہ بن دینار
24- عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج
25- عبدالعزیز بن رفیع
26- عبدالکریم بن مخارق بن اُمیہ بصری*
27- عبدالملک بن عمیر
28- عدی بن ثابت انصاری
29- عطاء بن ابی رباح
30- عطاء بن سائب
31- عطیہ بن سعد عوفی
32- عکرمہ مولیٰ ابن عباس
33- علقمہ بن مرثد
34- علی بن اقمر
35- علی بن حسن بزّاد
36- عمرو بن دینار
37- عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود
38- قابوس بن ابی ظبیان
39- قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود
40- قتادہ بن دعامہ
41- قیس بن مسلم جدلی

---

* برنی کے نسخے میں عبدُالکریم ابی اُمیہ بن ابی مخارق ہے۔

(دیکھیں (بیروتی) صفحہ 76، (پاکستانی) صفحہ 45)-۱۲ محمد رضا

42- محارب بن دثار

43- محمد بن زبیر حنظلی

44- محمد بن سائب کلبی

45- ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

46- محمد بن قیس ہمدانی

47- محمد بن مسلم بن شہاب زہری

48- محمد بن منکدر

49- مکحول بن راشد

50- مسلم بطین

51- مسلم ملائی

52- معن بن عبدالرحمٰن

53- مقسم

54- منصور بن معتمر

55- موسیٰ ابن ابی عائشہ

56- ناصح بن عبداللہ مُحَلَّمی

57- نافع مولیٰ ابن عمر

58- ہشام بن عروہ

59- ابوغسان ہیثم بن حبیب صرّاف

60- ولید بن سریع مخزومی

61- یحییٰ بن سعید انصاری

62- ابی جحیفہ یحییٰ بن عبداللہ کندی

63- یحییٰ بن عبداللہ جابر

64- یزید بن صہیب فقیر

65- یزید بن عبدالرحمٰن کوفی

66- یونس بن عبداللہ بن ابی جہم *

67- ابوجناب کلبی

68- ابوحصین اسدی

69- ابوزبیر مکی

70- ابوسوار سُلَمی - بقول یکے ''ابوالسوداء'' 71- ابوعون ثقفی

72- ابوفروہ جُہنی

73- ابومعبد مولیٰ ابن عباس

74- ابویعفور عبدی رضی اللہ عنہم

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال جلد 19 صفحہ 102، 103 مطبوعہ دارالفکر، بیروت - لبنان)

تلامذہ:

اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان حضرات نے شرفِ تلمُّذ حاصل کر کے رِوایتِ حدیث کی:

1- اِبراہیم بن طہمان

2- ابیض بن اغر بن صباح منقری

* برنی کے نسخے میں ''ابی فروہ'' ہے۔ (دیکھیے: (بیروتی) صفحہ 84، (پاکستانی) صفحہ 57)-۱۲ محمد رضا

3- اسباط بن محمد قرشی

4- اسحاق بن یعقوب ازرق

5- اسد بن عمرو بجلی قاضی

6- اسماعیل بن یحییٰ صیرفی

7- ایوب بن ہانی جعفی

8- جارود بن یزید نیشاپوری

9- جعفر بن عون

10- حارث بن نبہان

11- حبان بن علی عنزی

12- حسن بن زیاد لؤلؤی

13- حسن بن فرات قزاز

14- حسین بن حسن بن عطیہ عوفی

15- حفص بن عبدالرحمٰن بلخی قاضی

16- حکام بن سلم رازی

17- ابو مطیع حکم بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بلخی

18- حماد بن ابوحنیفہ

19- حمزہ بن حبیب زیات

20- خارجہ بن مصعب سرخسی

21- داؤد بن نصیر طائی

22- ابو ہذیل زفر بن ہذیل تمیمی عنبری

23- زید بن حباب عکلی

24- سابق رقی

25- سعد بن الصلت قاضیِ شیراز

26- سعید بن ابی جہم قابوسی

27- سعید بن سلام بن ابی ہیفاء عطار بصری

28- سلم بن سالم بلخی

29- سلیمان بن عمر نخعی

30- سہل بن مزاحم

31- شعیب بن اسحاق دمشقی

32- صباح بن محارب

33- صلت بن حجاج کوفی

34- ابو عاصم ضحاک بن مخلد

35- عامر بن فرات

36- عائذ بن حبیب

37- عباد بن عوام

38- عبداللہ بن مبارک

39- عبداللہ بن یزید مقری

40- ابو یحییٰ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی

41- عبدالرزاق بن ہمام

42- عبدالعزیز بن خالد ترمذی

43- عبدالکریم بن محمد جرجانی

44- عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی داؤد

45- عبدالوارث بن سعید

46- عبیداللہ بن عمرو رقی

47- عبیداللہ بن موسیٰ	48- عتاب بن محمد بن شواذن*
49- علی بن ظبیان کوفی قاضی	50- علی بن عاصم واسطی
51- علی بن مسہر	52- عمرو بن محمد عنقزی
53- ابوقطن عمرو بن ہیثم قطعی	54- ابونعیم فضل بن دکین
55- فضل بن موسیٰ سینانی	56- قاسم بن حکم عُرنی
57- قاسم بن معن مسعودی	58- قیس بن ربیع
59- محمد بن ابان عنبری کوفی	60- محمد بن بشر عبدی
61- محمد بن حسن ابن آتش صنعانی	62- محمد بن حسن شیبانی
63- محمد بن خالد وہبی	64- محمد بن عبداللہ انصاری
65- محمد بن فضل بن عطیہ	66- محمد بن قاسم اسدی
67- محمد بن مسروق کوفی	68- محمد بن یزید واسطی
69- مروان بن سالم	70- مصعب بن مقدام
71- معافی بن عمران موصلی	72- مکی بن ابراہیم بلخی
73- ابوسہل نصر بن عبدالکریم بلخی المعروف بہ صیقل	
74- نصر بن عبدالملک عتکی	75- ابوغالب نضر بن عبداللہ ازدی
76- نضر بن محمد مَرْوَزی	77- نعمان بن عبدالسلام اصبہانی
78- نوح بن دراج قاضی	79- ابوعصمہ نوح بن ابی مریم
80- ہریم بن سفیان	81- ہوذہ بن خلیفہ
82- ہیاج بن بسطام برجمی	83- وکیع بن جراح
84- یحییٰ بن ایوب مصری	85- یحییٰ بن نصر بن حاجب
86- یحییٰ بن یمان	87- یزید بن زریع
88- یزید بن ہارون	89- یونس** بن بکیر شیبانی

* کجالہ کے نسخے میں "عتاب بن محمد بن مشرف" ہے۔ (دیکھیے: صفحہ 70) ۱۲-محمد رضا

** کجالہ کے نسخے میں "موسیٰ" ہے۔ (دیکھیے: صفحہ 73) ۱۲-محمد رضا

90- ابواسحاق فزاری
91- ابوحمزہ سکری
92- ابوسعد صاغانی
93- ابوشہاب حناط
94- ابومقاتل سمرقندی
95- قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ

اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر سیر ومناقب

حصولِ علم کی اِبتداء:

• خطیب بغدادی اَپنی تارِیخ میں حضرت اِمام ابویوسف رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اِمام اَعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جب میں نے تحصیلِ علم کا اِرادہ کیا تو علوم کو اِختیار کرنے اور اُن کے عواقب و اَنجام کے بارے میں لوگوں سے اِستصواب کیا۔ اِس پر کسی نے مجھ سے کہا کہ تُم قرآن کی تعلیم حاصل کرو۔ مَیں نے کہا: جب مَیں قرآن پڑھ لوں اور اُسے حفظ کرلوں تو پھر اُس کے بعد کیا ہوگا؟ اُنہوں نے کہا: پھر مسجد میں بیٹھ کر بچوں اور نوعمروں سے قرآن سنو۔ پھر اُنہیں ڈھیل نہ دو کہ وہ تُم سے زِیادہ یا تُمہارے برابر حافظ ہوکر نکلیں اور تمہارا دَبدبہ جاتا رہے۔

پھر مَیں نے کہا: اگر مَیں حدیث کی سماعت کروں اور اُسے لکھوں، یہاں تک کہ دُنیا میں مجھ سے زِیادہ کوئی دُوسرا حافظِ حدیث نہ ہو؟ تو اُنہوں نے کہا: جب تُم بوڑھے اور کمزور ہوجاؤ گے تو تُم اَحادِیث سُناؤ گے اور بچے اور کم سن تمہارِے پاس جمع ہوجائیں گے۔ اُس وقت تُم غلطی سے محفوظ نہ ہوگے اور لوگ تُمہیں "کذب" سے مُتہم کرنے لگیں گے۔ یہ بات آپ پر بعد والوں کے لیے موجبِ عار ہوگی۔ مَیں نے کہا: مجھے اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر اُنہوں نے پوچھا: کیا تم "علمِ نحو" سیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: جب مَیں نحو اور زُبانِ عرب سیکھ لوں تو اُس کے بعد میرے لیے کیا ہوگا؟ اُنہوں نے کہا: تُم اُستاد بن کر ایک سے تین اَشرفی تک کما سکتے ہو۔ مَیں نے جواب میں کہا:

اگر مَیں شعر وسخن میں غور وفکر کر کے اَیسا کمال حاصل کرلوں کہ کوئی میرے مُقابل نہ ہو تو اِس میں مجھے کیا فائدہ؟ اُنہوں نے کہا: لوگ تُمہارِی تعریف کریں گے، کاندھوں پر اُٹھائیں گے، دُور دراز سوارِیوں پر لے جائیں گے، خلعتِ فاخرہ پہنائیں گے اور اگر ہجو ومَذمّت کی تو عصمت مآبوں پر تہمت لگاؤ گے۔ مَیں نے جواب دیا: مجھے اِس کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر مَیں نے کہا: اگر مَیں علمِ کلام (مَنطِق وفلسفہ) میں غور وفکر کروں تو اِس کا اَنجام کیا ہوگا؟ اُنہوں نے کہا: جس نے بھی علمِ کلام میں غور وفکر کیا، وہ بدگوئیوں سے محفوظ نہیں رہا یہاں تک کہ اُسے زندیق تک کہا گیا۔ چنانچہ کسی کو پکڑ کر قتل کیا گیا اور کوئی ذلیل وخوار ہوکر زِندہ رہا۔ مَیں نے دریافت کیا: اگر مَیں علمِ فقہ حاصل کروں؟ تو اُنہوں نے کہا: لوگ تم سے سوال کریں گے، فتویٰ طلب کریں گے اور عدل واِنصاف چاہیں گے اگرچہ تُم نوجوان ہو۔ مَیں نے کہا: اِس سے بڑھ کر کوئی علم سودمند نہیں ہے۔ لہٰذا مَیں نے فقہ پر اِستقامت پکڑ لی اور اِسے سیکھنے لگا''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 331 و 332 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت - لبنان)

علمِ فقہ کے حصول کا سبب اور حضرت حمّاد رضی اللہ عنہ کی صُحبت:

خطیب بغدادی بروایتِ زُفر بن ہذیل نقل کرتے ہیں کہ مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مَیں نے کلام (منطق وفلسفہ) میں اِتنا کمال حاصل کرلیا کہ لوگ میری طرف اُنگلیوں سے اِشارہ کرتے تھے اور مَیں حمّاد بن ابی سُلیمان کے حلقہ میں ان کے نزدِیک بیٹھتا تھا۔ ایک دِن ایک عورت آئی۔ اُس نے کہا: میرے مرد کے ہاں ایک عورت ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سُنّت کے مطابق اُسے طلاق دے دے۔ بتایئے! وہ کیسے طلاق دے؟ مَیں نہیں جانتا تھا کہ اِس کا کیا جواب دوں۔ لہٰذا مَیں نے اُس عورت سے کہا کہ تُم یہ مسئلہ حماد رضی اللہ عنہ سے دریافت

کرواور وہ جو جواب دیں، مجھے بتانا۔ چنانچہ اُس نے حماد رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا۔ اُنہوں نے فرمایا: مرد عورت کو ایسے طُہر (دو حیضوں کا دورانیہ) میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو۔ پھر اُس سے علیحدگی رکھے یہاں تک کہ وہ دو حیضوں سے فارِغ ہوکر غسل کرلے۔ اُس عورت نے واپس آکر مجھے یہ جواب بتایا۔ اُس وقت میں نے اَپنے دِل میں کہا کہ علمِ کلام میرے لیے بیکار ہے اور اپنی جوتیاں اُٹھا کر حماد رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہونے کو لازِم کرلیا۔ مَیں اُن سے مسائل سُنتا اور اُنہیں یاد رکھتا۔ جب دُوسرے دِن وہ مسائل اُنہیں سُناتا تو وہ مجھے خوب محفوظ ہوتے اور دِیگر ساتھیوں کے سُنانے میں غلطی ہوتی تھی۔ اُس وقت حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی شاگرد بھی بجز ابوحنیفہ کے میرے سامنے میرے حلقہ کے شروع میں نہ بیٹھے۔ اُن سے میری یہ مُصاحَبت دس سال تک رہی۔ پھر میرے جی نے مجھ سے اِصرار کیا کہ کیوں نہ اَپنا سِلسلہ جمایا جائے اور اِن سے علیحدہ ہوکر اَپنا جُدا گانہ حلقۂ تلامذہ بنا کر بیٹھا جائے۔ چنانچہ یہ عزم لے کر ایک رات وہاں سے نکلا لیکن جب مَیں اُن سے جُدا ہوکر مسجد میں آیا تو مجھے خیال آیا کہ اُن سے جدائی اور علیحدگی اَچھی نہیں۔ پھر مَیں لوٹ آیا اور اُن کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اُسی رات حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے ہاں بصرہ میں کسی ایسے عزیز کے اِنتقال کی خبرِ مرگ آئی، جس نے ترکہ میں مَال چھوڑا تھا اور اُن کے سوا کوئی اور اُس کا وارِث نہ تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے مجھے حکم دِیا کہ مَیں اُن کی جگہ واپسی تک بیٹھوں۔ اَب مَیں نے علیحدگی کا اِرادہ ترک کردیا یہاں تک کہ اُس دوران میرے سامنے ایسے مسائل آئے جن کو مَیں نے سُنا بھی نہ تھا۔ مَیں اُن کا جواب دیتا اور اُن جوابات کو اپنے پاس لکھ کر رکھ لیتا۔ وہ دو مہینے تک اپنی مجلس سے غائب رہے۔ پھر جب وہ تشریف لائے تو مَیں نے وہ مسائل جو تقریباً ساٹھ (60) تھے، اُن کی خدمت میں پیش کیے۔ اُنہوں نے چالیس (40) مسائل میں میری مُوافقت اور بیس (20)

مسئلوں میں میری مخالفت کی۔ اُس وقت مَیں نے اپنے دِل میں عزم بالجزم کر لیا کہ زِندگی بھر اُن کی مجلس سے جُدا نہ ہوں گا۔ چنانچہ جب تک وہ حیات رہے، مَیں اُن سے جُدا نہ ہوا''۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 333 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت۔لبنان)

اور خطیب بغدادی بروایت احمد بن عبداللہ عجلی نقل کرتے ہیں کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مَیں بصرہ میں یہ گمان لے کر آیا کہ اَب میں ہر مسئلہ کا جواب دے سکتا ہوں۔ وہاں مجھ سے لوگوں نے ایسے مسائل دریافت کیے جن کا جواب مجھے نہ آتا تھا۔ اُس وقت میں نے پُختہ اِرادہ کرلیا کہ زِندگی بھر حضرت حماد رضی اللہ عنہ سے جُدا نہ ہوں گا۔ چنانچہ مَیں اُن کی صُحبت میں اَٹھارہ (18) سال رہا۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 333 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت۔لبنان)

ایک عجب خواب اور اُس کی تعبیر:

خطیب بغدادی بروایتِ ابو یحییٰ حمانی روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: مَیں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:

''ایک دِن مَیں نے ایسا خواب دیکھا جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ مَیں نے دیکھا کہ گویا مَیں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ اَنور کو کھود رہا ہوں۔ پھر مَیں بصرہ آیا تو ایک شخص سے کہا کہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے جاکر اِس خواب کی تعبیر لاؤ۔ اُس نے جاکر دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادِیث کو پرکھ رہا اور اُن کی جستجو کر رہا ہے''۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 335 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت۔لبنان)

حضرت ابن مُبارک کا قول:

خطیب بغدادی بروایتِ ابو وہب محمد بن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ اُنہوں نے فرمایا:

''اگر اللہ عزوجل اِمام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان رضی اللہ عنہما کے ذریعے میری مَدد و اِستعانت نہ فرماتا تو میں عام لوگوں کی مانند ہوتا''۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 337 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس:

خطیب بغدادی بروایتِ حجر بن عبدالجبار رِوایت کرتے ہیں کہ کسی نے قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا تُم پسند کرتے ہو کہ ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے ہو؟ کہا:

''یقیناً! اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس سود مند نہیں ہے''۔

پھر قاسم نے اُس سے کہا: آؤ! (اِمام صاحب کی طرف چلو) چنانچہ جب وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آیا تو جم کر بیٹھ گیا۔ اُس نے کہا:

''مَیں نے اِن کی مثل کوئی اور نہیں دیکھا؟''

کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بہت نیک و پارسا اور سخی تھے۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 337 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دلائلِ قاہرہ:

خطیب بغدادی بروایتِ احمد بن صباح نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اِمام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ اُنہوں نے فرمایا: کسی نے اِمام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا:

''ہاں! مَیں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تم سے کہے کہ یہ سواری سونے کی ہے تو وہ دلائل قائم کرکے ثابت کرسکتا ہے کہ یہ سونے کی ہے''۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 337 و 338 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

سراپا علم:

خطیب بغدادی بروایتِ روح بن عبادہ نقل کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: مَیں حضرت

ابنِ جریج رضی اللہ عنہ کے پاس 150ھ میں موجود تھا کہ حضرت اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اِنتقال کی خبر آئی تو اُنہوں نے اِسترجاع (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا) کیا اور فرمایا:

''ایک سراپا علم جاتا رہا''۔ (تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 338 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

بے مثل فقیہ:

خطیب بغدادی بروایتِ ضرار بن صرد نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: کسی نے یزید بن ہارُون سے پوچھا: اِمام ابو حنیفہ زِیادہ فقیہ ہیں یا حضرت سُفیان؟ فرمایا:

''حضرتِ سفیان زِیادہ حافظِ حدیث ہیں اور اِمام ابو حنیفہ زِیادہ فقیہ!''

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 342 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

خطیب بغدادی ابو وہب بن مزاحم سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: مَیں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ اُنہوں نے فرمایا:

''میں نے لوگوں میں سب سے زِیادہ عبادت گذار، سب سے زِیادہ پارسا، سب سے زِیادہ عالم اور سب سے زِیادہ فقیہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ سب سے زِیادہ عبادت گزار حضرت عبدالعزیز ابی روّاد رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زِیادہ پارسا حضرت فُضیل بن عیّاض رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زِیادہ عالم حضرت سُفیان ثوری رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زِیادہ فقیہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں''۔

پھر فرمایا:

''مَیں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 343 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

امام اعظم وسفیان کا اِجتماع:

خطیب بغدادِی ابو وزیر مَروَزِی سے رِوایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مُبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب کسی مَسئلہ میں اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سُفیان ثورِی رضی اللہ عنہ مُجتمع ہو

جائیں تو پھر کون ہے جو اُن کے مُقابل فتویٰ لاسکے"۔

(تارِیخ بغداد جلد 13 صفحہ 343 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

خطیب بغدادی علی بن حسن بن شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جب کسی مسئلے پر اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سُفیان رضی اللہ عنہ کا اِجماع ہو جائے تو وہی میرا قول ہو جاتا ہے"۔

(تارِیخ بغداد جلد 13 صفحہ 343 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

خطیب بغدادی عبدالرزّاق سے رِوایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابنِ مبارک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اُنہوں نے کہا:

"کسی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ میری رائے ہے لیکن اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو زیبا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ یہ میری رائے ہے"۔

(تارِیخ بغداد جلد 13 صفحہ 343 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

علمِ حدیث کے ماہر:

خطیب بغدادِی بشر بن حارث سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عبداللہ بن داؤد رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اُنہوں نے کہا:

"جب مَیں اَخذِ حدیث کا قصد کرتا تو حضرت سُفیان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا اور جب اُس کی بارِیکیوں کے حاصل کرنے کا اِرادہ کرتا تو اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا"۔ (تارِیخ بغداد جلد 13 صفحہ 334 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

رُوئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ:

خطیب بغدادِی محمد بن بشر سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

"جب بھی میں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک

دُوسرے کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھتے: تم کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا: سُفیان کے پاس سے۔ تو وہ فرماتے: یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو کہ اگر علقمہ اور اسود بھی اُن کے پاس آجائیں تو وہ دونوں بھی اُن کی ہی مانند حُجت لائیں۔ پھر جب حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تو وہ دریافت فرماتے کہ تُم کہاں سے آرہے ہو؟ تو مَیں کہتا: اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے۔ وہ فرماتے: یقیناً تُم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو جو رُوئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ ہے"۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 344 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

...بن تُم سے زیادہ فقیہ ہوں:

خطیب بغدادی یحییٰ بن زبان سے روایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: مُجھ سے اِمام ...وحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اَے بصریو! تُم مُجھ سے زِیادہ نیک و پارسا ہو اور مَیں تُم سے زِیادہ فقیہ ہوں"۔ (تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 344 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

...سائل میں غوطہ زن:

خطیب بغدادی اِمام ابو نُعیم سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا:

"اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل میں غوطہ زن رہنے والے شخص تھے"۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 344 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

...حفظِ سُنن وفقہ:

محمد بن سعد کاتب سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا: مَیں نے حضرت عبداللہ بن داوَد ...یبی رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ اُنہوں نے کہا:

"تمام مُسلمانوں پر واجب ہے کہ اَپنی نمازوں میں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں"۔

اِس کے بعد اُنہوں نے کہا:

''اِمام صاحب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لیے سُنن وفقہ کی حفاظت فرمائی ہے''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 344 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

سب سے بڑا عالم:

خطیب بغدادِی احمد بن محمد بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے شداد بن حکیم سے سُنا۔ وہ فرماتے تھے:

''مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زِیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 345 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اعلمِ اہلِ زمانہ:

خطیب بغدادِی اِسماعیل بن محمد فارِسی سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: مَیں نے مکی بن ابراہیم سے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سُنا۔ وہ فرماتے تھے:

''اِمام صاحب ''اعلمِ اہلِ زمانہ'' تھے''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 345 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

صائب الرائے:

خطیب بغدادی یحییٰ بن سعید قطان سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا:

''خدا ہم سے جھوٹ نہ بُلائے! ہم نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زِیادہ صائب الرائے کسی کو نہیں سُنا اور ہم نے اُن کے بہت سے اَقوال کو اِختیار کیا ہے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید فتوے میں کوفیوں کے مَذہب کو اِختیار کرتے اور اُنہی کے اَقوال میں سے کسی قول کو مختار ٹھہراتے اور اُن کے اِجتہاد کو اَپنے شاگردوں کے درمیان اِتباع کرتے تھے''۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 345و346 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

تمام لوگ فقہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں:

حضرت خطیب ربیع سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: اِمام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سب لوگ فقہ میں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اَولاد ہیں''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 346 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

لوگ پانچ شخصوں کی فرزندی میں ہیں:

خطیب بغدادی حرملہ بن یحیٰی سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: مَیں نے اِمام محمد بن اِدریس شافعی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے:

''تمام لوگ اِن پانچ شخصوں کی فرزندی میں ہیں لہٰذا جو فقہ میں تبحُّر اور مہارت کا اِرادہ کرتا ہے، وہ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فرزندی میں ہے کیونکہ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اُن اَشخاص میں سے ہیں جن کے لیے فقہ میں مُوافقت تھی اور جو شعر گوئی میں مَلکہ چاہتا ہے، وہ زُہیر بن ابی سلمیٰ رضی اللہ عنہ کی فرزندی پر ہے اور جو مغازِی میں کمالِ علم کا خواستگار ہے، وہ محمد بن اِسحاق رضی اللہ عنہ کی فرزندی میں ہے اور جو علمِ نحو میں مہارت چاہتا ہے، وہ اِمام کسائی نحوی رضی اللہ عنہ کی فرزندی میں ہے اور جو تفسیرِ قرآن میں کمال دسترس کا خواہاں ہے، وہ مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ کی فرزندی میں ہے''۔(تاریخِ بغداد صفحہ 13 جلد 346 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

عبادت و رِیاضت اور تلاوتِ قرآن:

خطیب بغدادی حماد بن یونس سے رِوایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے سد بن عمرو کو فرماتے سنا۔ اُنہوں نے کہا:

''اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حفظِ قرآن کے بعد چالیس (40) سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر پڑھی اور عام راتوں میں دستور تھا کہ نماز کی پہلی رکعت میں پورا قرآن تلاوت کرتے تھے اور اس میں ان کی گریہ وزاری ایسی سُنائی

دیتی تھی کہ ہمسائے اُن پر ترس کھاتے تھے اور جس مقام پر اُنہوں نے اِنتقال فرمایا اُس جگہ ستر ہزار* مرتبہ قرآنِ کریم حافظہ سے ختم فرمایا تھا''۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 354 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان

خطیب بغدادی اِمام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا:

''مَیں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جارہا تھا کہ ایک شخص کو دُوسرے سے کہتے سُنا کہ یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جو رات کو سوتے نہیں۔ اِمام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے مُتعلّق ایسی بات نہ کہو جسے مَیں کرتا نہ ہوں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ رات کو نماز، دعا اور گریہ وزاری کی وجہ سے جاگتے رہتے تھے''۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 355 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان

خطیب بغدادِی حفص بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: مَیں نے مِسعر بن کدام کو کہتے سنا۔ وہ کہتے ہیں:

''ایک رات مَیں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ مَیں نے اُس کی قراءت کو غور سے سُنا یہاں تک کہ قرآن کا ساتواں حصّہ ختم کرلیا۔ پھر مَیں نے گُمان کیا کہ شاید اَب رُکوع کریں مگر اُس نے آگے پڑھنا شروع کردیا یہاں تک کہ تہائی پھر نصف تک پورا ہوگیا۔ وہ شخص برابر قراءت میں مَصرُوف رہا یہاں تک کہ ایک رکعت میں مُکمّل قرآن ختم کرلیا۔ اِس کے بعد جب مَیں نے اُس پر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ یہ تو اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں''۔

(تارِیخِ بغداد جلد 13 صفحہ 356 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

خطیب بغدادی خارجہ بن مصعب سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا:

''ایک رکعت میں ختمِ قرآن چار اِماموں نے کیا ہے:

* اِمام جلال المِلّۃ والدین ابوالفضل عبدُ الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ''ستر ہزار'' کی نسبت خطیب بغدادِی کی طرف کی ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ ''تارِیخِ بغداد'' میں ''سبعۃ آلاف مرّۃ'' (سات ہزار بار) کے اَلفاظ ہیں۔ (دیکھئے: تارِیخِ بغداد جلد 13 /صفحہ 354 مطبوعہ دارُ الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اِس کی تصدیق اِمام مُوفق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے۔ (مناقب ابی حنیفہ صفحہ 207)-١٢ محمد رضا

1- عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

2- تمیم داری رضی اللہ عنہ

3- سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

4- ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ''۔ (تاریخ بغداد 13/ 356)

خطیب بغدادی یحییٰ بن نصر سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا:

''اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بسا اَوقات ماہِ رمضان المبارک میں ساٹھ (60) قرآن ختم کرتے تھے''۔ (تاریخ بغداد 13/ 351)

ورع وتقویٰ:

خطیب بغدادی حبان بن موسیٰ سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: مَیں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب وہ کوفہ میں آئے تو اُنہوں نے لوگوں سے سب سے مُتورِع اور پارسا شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا:

''اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں''۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 385 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

خطیب بغدادی علی بن حفص سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا:

''حفص بن عبدالرحمٰن تجارت میں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ سامانِ تجارت دے کر اُنہیں بھیجا اور بتادِیا کہ فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے لہٰذا جب تُم فروخت کروتو خریدار کو بتادینا۔ چنانچہ حفص نے وہ تمام مال فروخت کردیا اور اُس عیب کو بتانا بھول گئے اور یہ بھی نہ جانتے تھے کہ وہ تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ جب اِمام صاحب رضی اللہ عنہ کو اِس کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مالِ تجارت کی تمام رقم کو صدقہ کردیا''۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 358 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

خطیب بغدادی حامد بن آدم سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: مَیں نے

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ اُنہوں نے فرمایا:

"مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ متورّع کسی کو نہ دیکھا"۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 359 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت۔لبنان)

کوفہ کی قضاء سے اِنکار:

خطیب بغدادی عبداللہ بن عمر ورقی سے رِوایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

خطیب بغدادی عبیداللہ بن عمر ورقی سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا:

"ابنِ ہبیرہ نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کوفہ کی قضاء کے بارے میں گفتگو کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُن سے اِنکار فرمادیا"۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 326 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت۔لبنان)

دس ہزار درہم قبول کرنے سے انکار:

خطیب بغدادی مغیث بن بدیل سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: خارجہ بن مصعب بیان کرتے ہیں:

"خلیفہٴ وقت منصور نے اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار دِرہم عطاء کرنے کی پیشکش کی اور اُنہیں اسے لینے کے لیے بلایا تو اُنہوں نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ شخص ایسا ہے کہ اگر میں اِس سے نہ لوں تو وہ غضبناک ہوگا اور اگر پیشکش قبول کرلوں تو وہ میرے دِین میں دَخل انداز ہوگا جسے میں ناپسند کرتا ہوں۔ اِس پر مَیں نے کہا کہ آپ کے سامنے ایک عظیم رقم کی پیشکش ہے جب وہ آپ کو اسے لینے کے لیے بلائے تو آپ فرمادیں کہ مَیں اَمیرُ المؤمنین سے کوئی آرزو نہیں رکھتا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا کہ اسے قبول فرمائیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہی جواب دیا۔ جب خلیفہ کے پاس یہ خبر پہنچی تو اُس نے آپ رضی اللہ عنہ کو قید کرنے کا حکم دیا۔ خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ اِمام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے کسی مُعامَلہ میں میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے

تھے"۔ (تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 359 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

سب سے زِیادہ عاقل:

خطیب بغدادی محمد بن عبدالملک دقیقی سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: مَیں نے یزید بن ہارون سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"مَیں نے بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں لیکن کسی کو بھی اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زِیادہ عاقل، اَفضل اور متوَرّع نہیں پایا"۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 364 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

خطیب بغدادی محمد بن عبداللہ اَنصارِی سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا:

"اِمام ابوحنیفہ ایسے شخص تھے جن کی فراست اُن کی گفتگو، چلنے اور آنے جانے سے ظاہر ہوتی تھی"۔ (تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 364 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اقرباء کی عزت وتکریم کرنے والے:

خطیب بغدادی حجر بن عبدالجبار سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا:

"مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجلسوں میں مکرم نہیں دیکھا اور نہ اَپنے ساتھیوں اور شاگردوں کا اِعزاز و اِکرام کرتے ہوئے اُن سے بڑھ کر کوئی دیکھا"۔ (تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 360 مطبوعہ دارُالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

فراستِ مومنانہ:

خطیب بغدادی اِسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"ہمارے پڑوس میں ایک چکی والا رافضی رہتا تھا۔ اس کے دو خچر تھے۔ اس رافضی نے ایک کا نام "ابوبکر" رکھا اور دوسرے کا نام "عمر"۔ ایک رات اس رافضی پر ایک خچر نے حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔ اِمام اعظم رضی اللہ عنہ کو جب خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جا کر دیکھو! جس خچر نے حملہ کیا وہ وہی ہو گا جس کا نام اس

نے عمر رکھا ہے لوگوں نے جا کر دیکھا تو ایسا ہی پایا"۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 360 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

شاعر مساور الوراق:

خطیب سلیمان بن ابی سلم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مساور الوراق (شاعر) نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں کچھ اشعار کہے۔ پھر جب امام صاحب کی اس سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: تو نے میری مذمت میں اشعار کہے مگر میں تجھ سے راضی ہوں اور اس کے بعد کچھ درہم اس کے پاس بھیج دیے۔ پھر اس نے کہا:

اذا ما اهل مصر بادهونا — بداهية من الفتيا لطيفة

اتيناهم بمقياس صحيح — صليب من طراز ابي حنيفة

اذا سمع الفقيه به حواه — واثبته بحبر في صحيفة

"جب اہلِ شہر پر ذِلتیں دراز ہو جائیں اور باریک و لطیف فتاوٰے سے ڈرنے لگیں تو ہم تمہارے سامنے صحیح معیار پیش کرتے ہیں جو امام ابو حنیفہ کے طریقہ سے بھی سخت تر ہے۔ جب کوئی فقیہ کسی معروضات کو سنتا ہے تو جہان اسے اپنے صحیفوں میں لکھتا ہے"۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 362 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

منقبت از ابنِ مبارک:

خطیب بغدادی محمد بن احمد بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: مجھ سے میرے دادا نے کہا کہ میرے کچھ ساتھیوں نے میرے پاس حضرت عبد اللہ بن مبارک کے یہ اَشعار لکھ کر بھیجے جس میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مدح و تعریف کی ہے:

رايت ابا حنيفة كل يوم — يزيد نبالة ويزيد خيرا

وينطق بالصواب ويصطفيه — اذا ما قال اهل الجور جورا

يقايس من يقايسه بلبّ — فمن ذا يجعلون له نظيرا

كفانا فقه حماد و كانت مصيبتنا به امرا كبيرا
فردّ شماتة الاعداء عنا وابدیٰ بعده علما كثيرا
رايت ابا حنيفة حين يوتی ويطلب علمه بحراً غزيرا
اذا ما المشكلات تدافعتها رجال العلم كان بها بصيرا

''ہر دن یہی دیکھا کہ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ فہم وخیر کی زیادتی میں ہی ہیں وہ صحیح اور درست بات ہی فرماتے ہیں جبکہ ظالم لوگ ظلم کی بات کرتے ہیں۔ قیاس کرنے والا تو عقل ہی کے ذریعے قیاس کرتا ہے۔ تو کون ہے جو ان کا نظیر بن سکے۔ ہمیں صرف اِمام حماد رضی اللہ عنہ کی فقہ ہی کافی ہے۔ ہماری مصیبتیں اگرچہ بہت زِیادہ ہیں۔ دُشمنوں کے اِستہزاء کو دُور کرکے ہم نے ان کے بعد علم وافر پھیلایا۔ مَیں نے اِمام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے جب وہ دینے پر آتے اور کوئی ان سے طلبِ علم کرتا تو وہ بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ جب اُنہوں نے ہماری تمام مشکلات دور کر دیں تو شائقینِ علم نے ان کو صاحبِ بصیرت مانا''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 350 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے جاہل اور حاسد:

خطیب بغدادی ابن ابی داوٗد سے رِوایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ عام لوگ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارِے میں دو قسم کے ہیں:

1- جاہل 2- حاسد

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 367 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

انہی سے یہ بھی منقول ہے کہ لوگ اِمام صاحب کے بارے میں حاسد اور جاہل ہیں اوران میں سے وہ لوگ میرے نزدیک اچھے ہیں جو اِمام صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات سے ناواقف جاہل ہیں۔ (تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 367 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اہلِ حق کی مخالفت ہر دور میں ہوتی ہے:

خطیب بغدادی بروایتِ عبدالعزیز بن ابی داوٗد وکیع سے روایت کرتے ہیں۔ اُنہوں

نے کہا: میں اِمام ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہیں مُتفکّر اور پریشان دیکھا۔ مجھ سے فرمایا: کہاں سے آرہے ہو؟ مَیں نے کہا: شریک کے پاس سے اور میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کے پاس کوئی بُری خبر پہنچی ہے۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے سر اُٹھا کر یہ اَشعار فرمائے:

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم　　قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولھم ما بی و ما بھم　　ومات اکثرنا غیظا بما یجد

''اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں اُنہیں ملامت نہیں کرتا۔ مجھ سے پہلے اہلِ فضیلت پر بھی حسد کیا گیا ہے۔ وہ اور کریں اور اپنے اپنے کاموں میں ہمیشہ رہیں۔ ہم میں سے بہت سے غصہ میں مر جائیں گے مگر وہ نہ پاسکیں گے جسے وہ چاہتے ہیں''۔ (تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 367 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی مقابل نہیں:

خطیب بغدادِی احمد بن عبد قاضیِ رے رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں اِمام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے بارے میں گفتگو چل پڑی۔ ان میں سے کسی نے کہا: ہم انہیں کچھ نہیں سمجھتے۔ تو اُنہوں نے اس سے کہا: اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ۔ میں ان کے مقابل نہ تمہیں اور نہ کسی اور کو کچھ سمجھتا ہوں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اقلو علیھم ویلکم لا ابالکم　　من اللوم او سدّوا المکان الذی سدا

''ان پر بہت کم ہو گئے، تمہارے لیے خرابی ہے مگر مجھے ملامت کی کوئی پرواہ نہیں یا درست کرنے والا جہاں کہیں بھی ہو''۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 368 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت-لبنان)

اِستخراجِ مسائل کا انداز:

خطیب بغدادِی یحیٰی بن ضریس سے نقل فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا:

''میں نے سفیان سے سنا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا: میں

نے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کتابُ اللہ کو لیتا ہوں، پھر اگر اس میں مجھے مسئلہ نہیں ملتا تو سنّتِ رسول میں تلاش کرتا ہوں، پھر جب کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسول میں دستیاب نہیں ہوتا تو میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اَقوال کی طرف رُجوع کرتا ہوں۔ ان میں سے جس کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں لیکن میں ان کے کسی کے قول سے باہر نہیں جاتا اور کسی اور کی طرف نظر نہیں ڈالتا پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا ہے تو اسے حضرت اِبراہیم، شعبی، ابنِ سیرین، حسن، عطا، سعید ابنِ مسیّب وغیرہ چالیس (40) مجتہدین کے سامنے رکھتا ہوں۔ وہ اسی نہج پر غور و فکر اور اِجتہاد فرماتے''۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 368 مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصفِ خاص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں:

ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی اپنی مسند کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ محمد بن سلمہ کہتے تھے کہ خلف بن ایوب نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفت علم سے نوازا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے سرفراز کیا، پھر وہ تابعین رضی اللہ عنہم میں منتقل ہوا، اس کے بعد اب اُس علم سے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ بہرہ ور ہیں''۔

چند خاص صفات:

یہی ابوعبداللہ سعید بن منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فضیل بن عیاض کو فرماتے سنا۔ انہوں نے کہا:

''اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مردِ فقیہ، معروف بالفقہ اور مشہور بالورع تھے۔ وافر مال و دولت والے اور ہر ایک پر دِل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔ رات دِن تعلیمِ علم میں منہمک و مصروف رہتے تھے۔ عمدہ رات گذارنے والے، خاموش طبع اور کم گو تھے یہاں تک کہ مسئلہ کے جواب میں صرف یہ حلال ہے یا حرام

فرماتے (طویل و بے معنٰی گفتگو و تحریر سے بچتے تھے)۔ وہ خدا کی راہ میں خوب خرچ کرتے اور بادشاہ کے مال و تحائف سے دور بھاگتے تھے اور جب ان کے سامنے کسی مسئلہ پر حدیث صحیح بیان کر دی جاتی تو اس کا اِتباع کرتے تھے خواہ وہ حدیث بوساطت صحابہ ہو یا تابعین۔ ورنہ وہ قیاس و اِجتہاد فرماتے اور خوب اِجتہاد فرماتے"۔

فہمِ فقہ کا گُر:

یہی ابو عبداللہ ابو عبید سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اِمام شافعی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اُنہوں نے فرمایا:

"جو فقہ کو سمجھنا اور پہچاننا چاہے اُسے لازِم ہے کہ وہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے شاگردوں کا دامن پکڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ان کے ہی بچے ہیں"۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ ابرار میں سے ہیں:

یہی ابو عبداللہ وکیع سے رِوایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"خدا کی قسم! اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عظیم الامانت تھے اور ان کے قلبِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اُس کی کبریائی بھرپور تھی اور وہ ہر شے پر رضائے اِلٰہی کو غالب رکھتے تھے۔ اگر اللہ کی راہ میں ان کو تلواروں کی باڑھ پر اُٹھایا جاتا تو یقیناً وہ اُٹھنا گوارا کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور حق تعالیٰ اور اس کے بندے ان سے راضی ہوں۔ بلاشبہ وہ اَبرار میں سے تھے"۔

علمِ فقہ کو نکھارنے والے:

یہی ابو عبداللہ حسن بن حارِث سے نقل کرتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے نضر بن شمیل کو کہتے سنا۔ وہ کہتے ہیں:

"لوگ فقہ کے مُعامَلہ میں خوابِ غفلت میں تھے یہاں تک کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اس سے بیدار کیا اور فقہ کو خوب واضح نکھار کر بیان فرمایا"۔

فقہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا کوئی نہیں:

یہی ابوعبداللہ ابنِ مبارک سے بیان کرتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

"مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے گرد شاگردوں کو حلقہ باندھے دیکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ طلباء کے درمیان تشریف فرما ہوتے۔وہ آپ سے سوال کرتے اور آپ ان کو سمجھاتے ہوتے۔مَیں نے آپ سے بڑھ کر فقہ میں گفتگو کرتے کسی کو نہ دیکھا"۔

بعض خاص اوصاف:

یہی ابوعبداللہ ابونعیم سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا:

"اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خوش رُو،خوش لباس،پاکیزہ،حسن المجلس،خوب عزّت کرنے والے اور اپنے جیسوں سے بہترین اُنس ومحبت کرنے والے بزرگ تھے"۔

حضرت معمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول:

یہی ابوعبداللہ عبدالرزّاق سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا:مَیں معمر کے پاس تھا کہ ابنِ مبارک تشریف لائے تو مَیں نے معمر کو یہ کہتے سُنا۔اُنہوں نے فرمایا:

"میں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اَچّھا کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں عمدہ گفتگو کرے اور اس کا اِجتہاد وسیع ہو اور اَز رُوئے فقہ حدیث کی تشریح کرتا ہو۔ان کی معرفت سب سے عمدہ تھی اور اِمام صاحب رضی اللہ عنہ کی مانند کسی کو زِیادہ مہربان نہ دیکھا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین میں شک کا کچھ حصہ بھی رہنے دے"۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بَدگوئی کرنے والے:

یہی ابوعبداللہ بشر بن حارث سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ابنِ داؤد کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اِمام ابوحنیفہ کے بارِے میں کوئی بَدگوئی نہیں کرسکتا بجز اُن دو شخصوں کے یا تو وُہ اُن کے علم سے حسد کرنے والا ہوگا یا وُہ اُن کے علم سے جاہل وناواقف ہوگا اور اُن کے

تبحّرِ علمی سے نادان ہوگا۔ بلا شبہ مَیں نے ابو معاویہ ضریر (نابینا) کو فرماتے سنا ہے کہ مَیں ہارون الرشید کے پاس تھا کہ مجھے کچھ شیرینی کھلائی گئی۔ پھر طشت و پانی لایا گیا اور میرے ہاتھوں کو پانی سے دُھلایا گیا۔ اِس کے بعد اَمیرُ المؤمنین نے مجھ سے پوچھا: آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ہاتھوں پر کس نے پانی ڈالا ہے؟ تو مَیں نے کہا: اَے امیرُ المؤمنین! نہیں! (کیونکہ مَیں نابینا ہوں)۔ اَمیرُ المؤمنین نے کہا: مَیں نے آپ کے علم وفضل کی بزرگی کی وجہ سے خود پانی ڈالا ہے۔ تو مَیں نے کہا: اللہ تعالیٰ تیری عزّت بڑھائے جس طرح تُو نے علم کی عزّت اَفزائی کی ہے۔

محدّثین کے بادشاہ:

بشر بن موسیٰ سے مروِی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: اَبوعبد الرحمن مقری ہم سے بیان کرتے ہیں۔ فرمایا:

''جب ہم اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروِی کسی حدیث کو بیان کرتے تو ہم کہتے حدّثنا شاھنشاہ یعنی ہمارے بادشاہ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی''۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اساتذہ:

ابنِ ابی اُویس سے مَروِی ہے۔ کہا: مَیں نے ربیع کو فرماتے سُنا ہے کہ ایک دِن اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ منصور کے پاس پہنچے۔ اُن کے پاس عیسٰی بن موسیٰ مَوجُود تھے تو مَنصور نے آپ رضی اللہ عنہ کا تعارُف کراتے ہوئے کہا: آج دُنیا میں عالم یہ شخص ہے۔ اِس کے بعد اِمام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف مُتوجّہ ہوکر دریافت کیا: اَے نعمان! آپ نے کس سے علم حاصل کیا ہے؟ فرمایا: حضرت عمر بن خطّاب اور ان کے اَصحاب سے اور حضرت علی اور اُن کے اَصحاب سے اور حضرت عبد اللہ اور ان کے اَصحاب سے اور ان سے جو حضرت ابنِ عبّاس کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر رُوئے زمین پر عالم تھے۔ اِس پر منصور نے کہا: یقیناً آپ نے اپنے لیے بہترین علماء کا اِعتماد فرمایا ہے۔

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غیبت کرنے والے:

یحییٰ حمانی سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا: مَیں نے ابنِ مُبارک کو فرماتے سنا ہے کہ مَیں نے سُفیان ثوری سے دریافت کیا: اَے عبداللہ! کیاؤہ باتیں بعید از قیاس نہیں ہیں جو اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دُشمن سے ان کے پسِ پُشت غیبت کرتے ہوئے سُنتا ہوں؟ اُنہوں نے فرمایا:

"صحیح ہے! خدا کی قسم! مَیں سمجھتا ہوں کہ اُن کی نیکیوں کو کوئی کم نہیں کرسکتا البتہ وُہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں"۔

متکلّمین کے سردار:

ابنِ مبارک سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے حسن بن عمارہ کو اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھامے دیکھا ہے۔ وہ فرماتے تھے:

"خدا کی قسم! مَیں نے مسائلِ فقہیہ میں اُن سے زیادہ کسی کو بلیغ گفتگو کرتے نہیں پایا اور نہ اُن سے بڑھ کر مختصر کسی کا جواب دیکھا۔ بلاشبہ یہ اَپنے زمانے میں بلانزاع مُتکلّمین کے سردار ہیں۔ جو کوئی اُن کی بدگوئی کرتا ہے، وُہ حسد ہی کرتا ہے"۔

خدمتِ دین اور عبادت میں انہماک:

مِسعَر بن کِدام سے مروی ہے۔ کہتے ہیں:

"مَیں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں آیا تو آپ کو اِشراق کی نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ طُلَباء کو پڑھانے وَہیں بیٹھ گئے اور نمازِ ظہر تک پڑھاتے رہے۔ اُس کے بعد عصر تک پڑھایا۔ پھر مغرب تک۔ پھر جب نمازِ مغرب ادا کرچکے تو نمازِ عشاء کی اَدائیگی کے انتظار میں تشریف فرما ہو گئے۔ اُس وقت مَیں نے اَپنے دِل میں خیال کیا کہ یہ عجیب بزرگ ہیں! اَپنے اِس شغل میں کبھی عبادت سے فارِغ ہی نہیں ہوتے اور نہ تھکتے ہیں۔ پھر بعد نمازِ

عشاء جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔ اِس کے بعد اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ لباس تبدیل کر کے پھر مسجد میں تشریف لے آئے اور صبح کی نماز پڑھی۔ پھر طلباء کو ظہر تک پڑھایا۔ پھر عصر تک۔ پھر مغرب تک۔ پھر عشاء تک۔ اُس وقت مَیں نے دِل میں خیال کیا کہ یہ عجیب بزرگ ہیں! اب رات بھی یونہی گزار دیں گے اور رات بھی اِنہیں تھکا نہ سکے گی۔ پھر جب نمازِ عشاء کے بعد لوگ چلے گئے تو نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور گذشتہ شب کے مطابق عمل کیا۔ پھر جب صُبحِ صادِق ہوئی تو اُسی طرح مکان سے لباس تبدیل کر کے مسجد میں تشریف لائے اور نمازِ فجر پڑھی۔ اِس کے بعد گزشتہ دونوں دِنوں کی طرح پڑھایا، یہاں تک کہ جب آپ نے نمازِ عشاء پڑھی تو مَیں نے دِل میں خیال کیا کہ بلاشبہ یہ بزرگ یہ رات بھی اُسی طرح نماز میں گزار دیں گے جس طرح گزشتہ دِنوں رات بھی مَیں نے دیکھا ہے اور رات بھی اِنہیں تھکا نہ سکے گی۔ چنانچہ اُس رات بھی ویسا ہی کیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو حسبِ سابق عمل فرمایا۔ اُس وقت مَیں نے اپنے دِل میں عہد کیا کہ مَیں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک یا تو اِن کا اِنتقال نہ ہو جائے یا مَیں نہ مَر جاؤں۔ پھر اُنہوں نے مسجد میں مستقل اِقامت کر لی''۔

ابنِ اَبی معاذ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں حضرت مِسعَر نے بحالتِ سجدہ اِنتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

احسن طریق پر رات گزارنے والے:

ابوالجویریہ سے یہ بھی مروِی ہے کہ اُنہوں نے کہا:

''بلاشبہ مَیں نے حماد بن ابی سلیمان، علقمہ بن مرشد، محارب بن دثار اور عون بن عبداللہ کی صحبتیں بھی کی ہیں اور اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی حاضر ہوا ہوں مگر اُن میں سے کسی کو بھی اِمام صاحب رضی اللہ عنہ سے زِیادہ احسن طریق پر رات

گزارنے والا نہ پایا۔ بلاشبہ مَیں نے اِمام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چھے (6) مہینے حاضری دی ہے لیکن کبھی بھی کسی پہلو پر آرام کرتے نہیں دیکھا''۔

طریقۂ اجتہاد:

ابوحمزہ سکری سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا: مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ وہ کہتے ہیں:

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مل جائے تو پھر مَیں اُس کے علاوہ کسی اور پر توجّہ ہی نہیں کرتا اور بے چون وچرا اُسی پر عمل کرتا ہوں اور جب کسی صحابی کی حدیث پہنچے تو پھر ہم مختار ہوتے ہیں اور جب کسی تابعی کی رِوایت ملے تو ہم مُزاحمت کرتے ہیں''۔

مسائلِ فقہیہ میں خوب غور وخوض کرنے والے:

ابوغسان سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: مَیں نے اِسرائیل کو فرماتے سنا۔ وہ کہتے ہیں:

''اِمام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ کتنے اَچھے بزرگ تھے۔ جس حدیث میں کوئی مسئلۂ فقہیہ ہو تو وُہ اُس کی سب سے زیادہ محافظت کرنے والے اور اُس میں خوب غور وخوض کرنے والے تھے۔ خلفاء واُمراء اور وُزراء ان کی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور جو کوئی کسی فقہی مسئلہ میں اُن سے مُناظرہ کرتا تو وُہ اُس پر غالب آجاتے تھے۔ بلاشبہ حضرت مِسعَر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اِمام صاحب اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے، مَیں سمجھتا ہوں کہ وُہ نہ خوفِ خدا رکھتا ہے اور نہ اَپنی جان پر اِحتیاط برتتا ہے''۔

اِمامِ اعظم رضی اللہ عنہ پر اِعتراض کرنے والا کم عقل ہے:

حارث بن اِدرِیس سے مروِی ہے۔ اُنہوں نے کہا: ابووہب عامری فرماتے ہیں:

''اُس سے کہہ دو جو موزوں پر مسح کرنے پر اِعتقاد نہیں رکھتا اور اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اِعتراض کرتا ہے، وہ کم عقل ہے''۔

اِمامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تعظیم وتکریم:

ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے۔فرماتے ہیں:

''جب سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا اِنتقال ہوا تو ہم اُن کی تعزیت کے لیے سفیان کے پاس گئے۔اُس وقت اُن کی مجلس گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی۔اُن میں عبداللہ بن اِدریس بھی تھے۔اُسی وقت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ تعزیت کے لیے تشریف لائے۔جس وقت سفیان نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو مجلس سے اُٹھ کر تعظیم وخیر مقدم کے لیے آگے بڑھے اور عزّت و اِحترام کے ساتھ اَپنی جگہ لاکر بٹھایا اور خود آپ کے آگے دوزانو بیٹھ گئے۔تو مَیں نے کہا: اَے ابوعبداللہ! (سفیان کی کنیت) آج مَیں نے آپ کا ایسا عمل دیکھا جسے آپ ناپسند کرتے تھے اور ہم لوگوں کو اُس سے باز رکھا کرتے تھے۔اُنہوں نے پوچھا: ایسا کون سا عمل تُم نے دیکھا؟ مَیں نے کہا: آپ کے پاس اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لیے قیام فرمایا بلکہ اُن کو اپنی جگہ بٹھا کر اَدب و تواضع میں خوب مبالغہ فرمایا۔سفیان نے فرمایا: مَیں نے اس کے لیے تو کبھی تمہیں منع نہ کیا۔یہ شخص (اِمام صاحب رضی اللہ عنہ) علم کے بہت اُونچے مقام پر فائز ہے۔اگر مَیں اِن کے علم کے لیے نہ کھڑا ہوتا تو اِن کی کبرسنی کے لیے کھڑا ہوتا اور اگر کبرسنی کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو اِن کی فقہ کے لئے کھڑا ہوتا اور فقہ کے لئے بھی کھڑا نہ ہوتا تو اِن کے تقوے اور وَرع کے لیے کھڑا ہوتا۔مَیں اُن کے اس جواب سے لاجواب ہوکر رہ گیا''۔

طریقِ اجتہاد:

نُعیم بن حماد سے مروی ہے۔اُنہوں نے فرمایا: مَیں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اِرشاد ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پہنچتی

ہے تو میرے سر آنکھوں پر اور جب کسی صحابی کا قول ملتا ہے تو ہم اُسے اختیار کر لیتے ہیں اور اُن کے قول سے باہر نہیں جاتے اور جب کسی تابعی کی بات پہنچتی ہے تو ہم مُزاحمت کرتے ہیں۔

رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن ختم:

علی بن یزید صدائی سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا:

"مَیں نے اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ساٹھ (60) قرآنِ کریم ختم کرتے تھے۔ ایک ختم رات کو اور ایک دِن میں"۔

عشاء کے وضو سے فجر کی نماز:

ابی یحییٰ حمانی اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ سے رِوایت کرتے ہیں:

"اِمام صاحب رضی اللہ عنہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور رات میں نوافل پڑھنے کے لیے رِیش مبارک میں کنگھی کر کے مُزیّن فرماتے تھے"۔

بے مثل ومثال:

کتاب حافظ ابو بکر محمد بن عمر جعابی میں اِسحاق ابن بہلول سے مروِی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ سفیان بن عیینہ فرماتے تھے:

"مَیں نے شقیق بن عتیبہ کو فرماتے سنا ہے کہ میری آنکھوں نے اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کسی کو نہ دیکھا"۔

اَحسن فتویٰ دینے والے:

اِسی کتاب میں بروایتِ عفان بن مسلم ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مَیں نے حماد بن سلمہ سے اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا۔ اُنہوں نے فرمایا: وہ لوگوں میں سب سے عمدہ و اَحسن فتویٰ دینے والے تھے۔

مشکل ترین مسائل کے عالم:

اِسی کتاب میں بروایتِ اِسمٰعیل بن عیاش ہے۔ انہوں نے کہا: مَیں نے اَوزاعی اور

عمری کوفرماتے سنا ہے۔وہ فرماتے ہیں:

"اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مشکل سے مشکل تر مسائل کوسب سے زِیادہ جاننے والے تھے"۔

اِسی کتاب میں بروایتِ یزید بن ہارُون ہے۔اُنہوں نے کہا:

"مَیں نے اچھا جانا کہ مَیں فلاں فلاں مسئلے میں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لوں"۔

عقلِ کامِل:

"تاریخِ بخارا" میں بروایتِ غنجار ازعلی بن عاصم ہے کہ اُنہوں نے کہا:

"اگررُوئے زمین کی نصف آبادی کی عقلوں کو اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عقل سے وزن کیا جائے تو یقیناً اُن کی عقل زِیادہ وزن دار ہوگی"۔

اِسی کتاب میں بروایتِ نُعیم بن عمر ہے۔اُنہوں نے کہا:مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔آپ رضی اللہ عنہ نے اِرشادفرمایا:

"تعجُب ہے کہ میرے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ مَیں قیاس اوررائے سے فتویٰ دیتاہوں حالانکہ مَیں وہی فتویٰ دیتاہوں جواَثر (حدیث) میں ہو"۔

وتروں کی رکعات:

اِسی کتاب میں بروایتِ اسد بن عمرو ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کوفرماتے ہوئے سُنا۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآنِ کریم میں کوئی ایسی سورت نہیں جس کی مَیں نے اپنے وِتروں کی رکعت میں قراءت نہ کی ہو"۔

دل میں نورانیت:

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم علی بن حسین بن عبداللہ شافعی سے سنا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم بن برہان نحوی سے سنا۔اُنہوں نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جن کو فہم و فراست سے نوازا ہے، وہ مذہب کے اِعتبار سے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور فنِ نحو کے لحاظ سے خلیل ہیں۔ان دونوں کی بکثرت روشن نشانیاں اور عاجز کرنے والی حکمتیں دیکھی ہیں جن سے دِل میں نورانیت حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حق کی راہ اور صدق کی شریعت پر خاص طور سے فائز کیا ہے''۔

بہترین اشعار:

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے قاضی ابوسعید محمد بن احمد بن محمد نے چند شعر سناتے ہوئے فرمایا: یہ اشعار استاذ الادب حضرت ابو یوسف یعقوب بن احمد بن محمد نے اپنے لیے موزوں فرمائے ہیں:

حسبی من الخیرات ما اعددته یوم القیمة فی رضی الرحمٰن

دین النبی محمد خیر الوریٰ ثم اعتقادی مذهب النعمان

''اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قیامت کے دِن میرے اعمال نامہ میں یہ نیکی کافی ہے کہ میں سید عالم خیر الوریٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین پر ہوں اور اِمام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر میرا اِعتقاد ہے''۔

حاضر جوابی:

خطیب صاحب اپنی کتاب ''المتّفق و المفترق'' میں بروایتِ محمد بن ثابت الاحول نقل کرتے ہیں۔اُنہوں نے کہا: مَیں نے اسید بن ابی اسید حارثی سے سنا۔وہ فرماتے ہیں:

''مَیں اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی اور ان کے قیاس و اِجتہاد پر تعجب کرتا ہوں''۔

بیان کرتے ہیں:

''ایک دِن حجام نے ایک سفید بال کاٹا۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے سفید بال چُن لو۔حجام نے کہا: اِسے نہ چنوائیے ورنہ سفید بال اور زِیادہ ہو جائیں گے۔

اِمام صاحب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: اگر سفید بال چُننے سے زِیادہ ہوں گے تو کالے بال چن لوتا کہ کالے بال زِیادہ ہوں''۔

کتاب العقلاء کے مصنف بالا سناد محمد بن یحییٰ قصری سے نقل کرتے ہیں۔ اُنہوں نے بیان کیا:

''خلیفہ وقت منصور نے اِمام ابوحنیفہ، اِمام ثوری، حضرت مسعر اور شریک رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کو بلایا تا کہ اُن میں سے کسی کو منصبِ قضاء سپرد کرے۔ راہ میں اِمام صاحب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اُنہیں مشورہ دیا کہ مَیں تو ایک حیلہ کروں گا اور اِس بہانے سے خلاصی پالوں گا اور مسعر دِیوانے بن جائیں تو وہ یُوں اِس سے بچ جائیں گے اور سُفیان بھاگ جائیں گے اور شریک اُسے قبول کرلیں۔ چنانچہ یہ حضرات خلیفہ کے سامنے پہنچے تو اِمام صاحب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: مَیں ایک مردِ مولا ہوں، عربی نہیں ہوں اور اہلِ عرب اِسے پسند نہیں کریں گے کہ عجمی کو اُن پر مُقرر کیا جائے اور اس کے سوا یہ بھی بات ہے کہ میں منصب قضاء کے لائق نہیں اور اگر جھوٹا ہوں تو اے خلیفہ! تمہیں لائق نہیں کہ مسلمانوں کے خون اور ان کی عزّت وآبرو پر ایک جھوٹے کو مسلّط کرو۔ اَب رہے سفیان تو اُن کو راہ میں ایک شخص ملا۔ وہ ضرورت پوری کرنے کے لیے چل دیے۔ وہ شخص اِس اِنتظار میں رہا کہ حاجت سے فارِغ ہوکر واپس آئیں۔ اُنہوں نے ایک کشتی دیکھی اور مَلّاح سے کہا: اگر تو مجھے کشتی میں سوار کرکے بچا سکتا ہے تو بچادے، ورنہ میں ذبح کردیا جاوں گا۔ اُنہوں یہ بات رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اِس ارشاد کے بموجب فرمائی کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ۔

''جسے قاضی بنایا گیا گویا اُسے بغیر چھری کے ذبح کردیا گیا''۔

تو مَلّاح نے اُنہیں دریچے کے پیچھے چھپا دیا۔ اب رہے حضرت مسعر تو اُنہوں نے منصور کے سامنے جاکر کہا: اَے منصور! ہاتھ لا! تیری اَولاد اور

سوارِی کے جانور کیسے ہیں ؟ اِس پر مَنصور نے کہا: اِسے نکال دو! یہ تو دِیوانہ ہے۔اب صرف شریک رہ گئے تو اُن کی گردن میں یہ قلادہ ڈال دیا گیا۔ اِس کے بعد امام ثوری کو چھوڑ دیا اور کہا: اگر تُم بھاگنا چاہو تو نہیں بھاگ سکتے''۔

بدعت واختراع سے بچنے کا حکم:

ابوالمظفر سمعانی ''کتاب الانتصار'' میں اور ابواسمٰعیل ''کتاب ذمّ الکلام'' میں نوح الجامع سے رِوایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ''اَعراض واَجسام'' کے بارے میں جو لوگ بحث کرتے ہیں، اُس میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: یہ فلسفیوں کی اَبحاث ہیں۔ تمہیں صرف اَثر (حدیث) اور طریقۂ سلف پر قائم رہنا چاہئے۔ ہر بدعت و اِختراع سے بچو! کیونکہ یہ بدعت ہے۔

ہروی محمد بن حسن سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اِرشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے کیونکہ اُس نے لا یعنی، فضول کلامی اَبحاث کا دروازہ لوگوں کے لیے کھولا ہے''۔

اور بیان کرتے ہیں کہ اِمام صاحب ہم سے فقہ پر بحث فرماتے اور کلامی گفتگو سے ہمیں روکتے تھے۔

تاریخِ ابن خلکان میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

''تاریخِ ابنِ خلکان'' میں ہے:

''اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عالم، عامل، زاہد، متورّع، متقی، کثیر الخشوع اور خدا کے حضور دائم التضرع تھے۔ منصور خلیفۂ وقت نے اِرادہ کیا کہ اُنہیں منصب قضاء پر مُقرر کرے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اِنکار پر خلیفہ نے قسم کھائی کہ ضرور بضرور ایسا کروں گا۔ اِس پر اِمام صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ خلیفہ کے حاجب ربیع ابنِ یُونس نے کہا: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المؤمنین نے اِس پر قسم کھائی ہے؟ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر

المؤمنین مجھ سے زِیادہ قادِر ہے کہ وہ قسم کا کفارہ اَدا کر سکے اور منصبِ قضاء قبول کرنے سے صاف اِنکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور کسی غیر اہل کو یہ منصب دے کر اپنی اَمانت کو ضائع نہ کرو! اُسی کو یہ منصب دو جسے خوفِ خدا ہو۔ خدا کی قسم! مَیں رضا مندی کا محافظ نہیں، غضب وغصہ کا کیسے متحمل ہو سکتا ہوں اور تم تو ایسے شخص کو قریب لاتے ہو جو تمہارِی ہاں میں ہاں ملائے اور ہر حال میں تمہاری تکرِیم کرے اور مَیں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس پر خلیفہ نے کہا: آپ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ اس کی اہلیت وصلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خلیفہ! اپنے دِل سے فیصلہ لو! تمہارے لیے یہ کب حلال ہے کہ اپنی اَمانت پر ایسے شخص کو متولی بناؤ جو جھوٹا ہو۔ راوِی کہتا ہے کہ اِمام صاحب رضی اللہ عنہ وجیہ اور خوش رُو تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بہت دراز قد تھے''۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 202 مطبوعہ دارُ احیاء التراث العربی، بیروت- لبنان)

یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں: میرے نزدِیک قراءت، قراءتِ حمزہ اور فقہ اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ ہے۔ اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 203 مطبوعہ دارُ احیاء التراث العربی، بیروت- لبنان)

جعفر ابن ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس سال اِمام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گزارے۔ مَیں نے آپ سے بڑھ کر خاموش طبع نہیں دیکھا۔ جب کوئی آپ سے فقہ کا مسئلہ دریافت کرتا تو سلسلۂ کلام شروع فرماتے، گویا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور مَیں اسے غور سے سُنتا اور کلام کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتا۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 202 مطبوعہ دارُ احیاء التراث العربی، بیروت- لبنان)

عبداللہ بن رجاء بیان کرتے ہیں:

''کوفہ میں اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جو تمام دن تو محنت مزدوری کرتا اور رات گئے گھر میں گوشت یا مچھلی لے کر آتا، پھر اسے

بھونتا۔اس کے بعد شراب پیتا۔ جب شراب کے نشہ میں دھت ہو جاتا تو وہ اونچی آواز سے یہ شعر پڑھ کر غل مچاتا:

اضاعونی وای فتی اضاعوا ۔۔۔ لیوم کریهة وسداد ثغر

''اُنہوں نے مجھے ضائع کر دیا۔اے نوجوانو! اُسے ضائع کر دو! جو دن بھر سختیاں جھیلی ہیں، اپنے سرحدوں کو درست کرلو''۔

پھر وہ شراب پیتا رہتا اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر غل مچاتا رہتا۔ یہاں تک کہ اسے نیند گھیر لیتی۔ اِمام صاحب روزانہ اس کی آواز سنا کرتے تھے اور خود تمام رات نماز میں مشغول رہتے۔ ایک رات اس ہمسایہ کی آواز نہ سنی۔ صبح کو اس کے بارے میں استفسار فرمایا تو بتایا گیا کہ اسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اور وہ قید میں ہے۔ اِمام صاحب نے نمازِ فجر پڑھی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے۔ اذن طلب کیا۔ امیر نے حکم دیا کہ انہیں اِحترام کے ساتھ لے کر آؤ اور ان کی سواری کی لگام پکڑ کر شاہی فرش تک لے کر آؤ اور اترنے نہ دینا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ امیر ہمیشہ ان کو اپنی مجلس میں وسعت دیتا تھا۔ امیر نے دریافت کیا: کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: میرا ایک ہمسایہ موچی تھا جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے۔ اے امیر المومنین! اس کی آزادی کا حکم فرمایئے! کہا: ہاں! اور ہر اُس قیدی کو جو آج کے دن تک پکڑا گیا۔ چنانچہ سب کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اِمام صاحب سواری پر سوار ہو کر چل دیے اور وہ ہمسایہ موچی بھی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نوجوان! ہم نے تجھے بڑی تکلیف دی۔ اس نے کہا: نہیں! بلکہ آپ نے میری حفاظت فرمائی اور میری سفارش کی اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء دے۔ آپ نے ہمسایہ کی حرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔ پھر اس نے توبہ کر لی اور دوبارہ وہ حرکتیں نہ کیں''۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 203 و 204 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت-لبنان)

ابن مبارک بیان کرتے ہیں:

''مکہ مکرمہ کی راہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ہم نے آپ کے ہمراہیوں کے لیے ایک فربہ جانور بھونا۔ لوگوں نے خواہش کی کہ اسے سرکہ سے کھایا جائے مگر کوئی برتن اتنا بڑا نہ ملا جس میں سرکہ ڈالا جا سکے۔ سب پریشان تھے تو دیکھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ریت میں ایک گڑھا کھودا اور اس پر دستر خوان (غالباً چرمی ہوگا) کو بچھایا اور اس میں سرکہ ڈال دیا، اس طرح سب نے بھنے ہوئے گوشت کو سرکہ کے ساتھ کھایا۔ لوگوں نے کہا: آپ کا علم ہر معاملہ میں بہترین ہے۔ پھر فرمایا: تم شکر کو اپنے اوپر لازم کرلو! اس قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود الہام فرما دیتا ہے''۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 204 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابو جعفر منصور خلیفۂ وقت نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اس وقت ربیع نے جو کہ منصور کا حاجب تھا اور امام صاحب سے عداوت رکھتا تھا، خلیفہ منصور سے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ ابو حنیفہ آپ کے جد حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ جب کوئی قسم کھا لے پھر اس کے ایک یا دو دِن بعد اِستثناء کرلے تو جائز ہے۔ امام صاحب نے فرمایا: ایسا استثناء جائز نہیں، البتہ جو استثناء قوم کے ساتھ متصل ہو، وہ جائز ہے۔ پھر فرمایا: اے امیر المؤمنین! ربیع گمان رکھتا ہے کہ آپ کے لشکریوں کی گردن پر آپ کی بیعت نہیں ہے۔ منصور نے پوچھا: یہ کیسے؟ فرمایا: آپ کے سامنے تو اطاعت پر قسم کھا جاتے ہیں پھر گھر جا کر پلٹ جاتے ہیں اور استثناء کر کے اپنی قسموں کو باطل کر دیتے ہیں۔ اس پر منصور ہنسا اور ربیع سے کہا: ان سے جھگڑا نہ کیا کرو! جب امام صاحب واپس تشریف لے گئے تو ربیع نے آپ سے کہا: آپ میرا خون بہانا چاہتے تھے؟ امام صاحب نے فرمایا: تم بھی تو میرا خون بہانے کے درپے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو بچایا ہے''۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 204 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان)

ابو العباس طوسی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھا گمان نہ رکھتا تھا اور امام

صاحب اس بات کا علم رکھتے تھے۔ اِمام صاحب جس وقت منصور کے پاس پہنچے تو وہاں اور بہت سے لوگ بھی تھے۔ طوسی نے کہا: آج میں اِمام صاحب کو قتل کراؤں گا۔ پس اس نے آپ کے قریب آ کر کہا: اے ابوحنیفہ! امیر المؤمنین نے کسی کو قتل کرانے کے لیے جلاد کو بلایا ہے؟ میں نہیں جانتا وہ کس کی گردن اڑائیں گے؟ اِمام صاحب نے فرمایا: اے ابوالعباس! امیر المؤمنین حق کے بدلے میں قتل کرائیں گے یا باطل کے بدلہ میں؟ اس نے کہا: حق کے بدلہ میں۔ فرمایا: حق کو نافذ کر دو خواہ وہ کوئی ہو، اس کے بارے میں تو نہ پوچھ۔ پھر اِمام صاحب نے اپنے قریبی ہم نشیں سے فرمایا: یہ شخص مجھے مَروانا چاہتا تھا۔ مَیں نے اسے بھگا دیا''۔ (وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 204 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان)

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں: ''آخری نمازِ عشاء کی جماعت میں علی بن حسین نے سورۂ زلزال کی قراءت کی اور اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان کی اقتداء میں تھے، جب سب لوگ نماز پڑھ کر جا چکے تو مَیں نے اِمام صاحب کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ وہ متفکر بیٹھے ہوئے ہیں اور گہرا سانس لے رہے ہیں۔ مَیں نے خیال کیا کہ اٹھ کر چلا جاؤں تاکہ آپ کا دل میری طرف مشغول نہ ہو، جب میں جانے لگا، تو قندیل (لالٹین) رہنے دی، حالانکہ اس میں بہت تھوڑا سا تیل تھا۔ پھر لوٹ کر آیا تو آپ فرما رہے تھے: اے وہ ذات! جو ایک ذرہ برابر نیکی کا اچھا بدلا دیتی ہے اور اے وہ ذات! جو ذرہ برابر بدی کی سزا دیتی ہے، اپنے بندہ نعمان کو دوزخ اور اس کی ہر برائی سے نجات دے اور اسے اپنی رحمت کی وسعت میں داخل فرما! پھر میں نے اذان دی۔ اس وقت دیکھا کہ قندیل بدستور روشن ہے۔ پھر جب مَیں آپ کے قریب ہوا تو فرمایا کہ تم قندیل کو لے جانا چاہتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا: مَیں نے تو نمازِ فجر کی اذان بھی دے دی ہے۔ فرمایا: جو تم نے دیکھا، اسے پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور بیٹھے رہے، یہاں تک کہ نماز کی اقامت ہوئی، اور ہمارے ساتھ رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 204 و 205 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان)

اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ 61ھ

میں ہوئی تھی، لیکن اصح قول پہلا ہی ہے اور ماہ رجب میں رحلت فرمائی اور ایک قول یہ ہے کہ جس رات اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی، اسی رات آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ آپ کی وفات بغداد شریف میں ہوئی اور مقبرۂ خیزران میں مدفون ہوئے۔ وہیں آپ رضی اللہ عنہ مزار شریف ہے اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔*

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان جلد 3 صفحہ 205 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت-لبنان)

''تاریخ خلکان'' کی عبارت ختم ہوئی۔

حافظ جمال الدین المزی نے ''التہذیب'' میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ آپکی نماز جنازہ چھ مرتبہ ہوئی اور اژدحام کی زیادتی کی وجہ سے نمازِ عصر تک آپ کو دفن نہ کر سکے۔

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال جلد 19 صفحہ 18 مطبوعہ دار الفکر، بیروت-لبنان)

اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اِستقامت اور متانت:

کتاب ''غایۃ الاختصار فی مناقب الاربعۃ ائمۃ الامصار'' میں بروایت ابن المبارک ہے۔ انہوں نے بیان فرمایا:

''اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت و متانت والی مجلس کوئی نہ تھی۔ ایک دن ہم جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چھت سے ایک سانپ اِمام صاحب کی گود میں آ گرا۔ آپ کے سوا سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے مگر اِمام صاحب بجز اس کے کہ سانپ کو ہٹاتے تھے، اپنی جگہ سے ہٹے تک نہیں''۔

فقر و زُہد:

سلمہ بن شبیب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق فرماتے تھے کہ میں جب بھی اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا، آپ کے رخسار اور آنکھوں سے گریہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

سہل بن مزاحم کہتے ہیں کہ ہم اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ میں داخل ہوئے تو ہم نے ان کے یہاں بجز چٹائی کے کچھ نہ دیکھا۔

* مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ جب اِمام صاحب کو موت کا احساس ہوا تو آپ سجدہ میں گئے اور سجدہ ہی کی حالت میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ و عن تابعیہ۔ (مقدمۃ الہدایہ صفحہ 7 مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-پاکستان) ۱۲-نعیمی

اسلاف کی یادگار:

اِمام ابو یوسف فرماتے تھے:

''اِمام ابوحنیفہ سلف کی بے مثل یادگار تھے۔ خدا کی قسم! رُوئے زمین پر اب ان کا ثانی کوئی نہیں''۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں:

''مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا کہ کسی شخص نے آپ سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تو نے کہا، مَیں اس کے خلاف ہوں اور وہ خوب جانتا ہے۔ جب سے مجھے اس کی معرفت ہوئی ہے، اس کی خلاف ورزی نہیں کی ہے۔ مَیں اس سے اس کی معافی کا ہی خواستگار ہوں، اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہوں، پھر اس کے عذاب کے ذکر پر اتنا روئے کہ آہ بھر کر بیہوش ہو گئے۔ اس کے بعد جب اِفاقہ ہوا تو اس شخص نے کہا: مجھے اس کا حل بتایئے! فرمایا: ہر وہ بات جسے نادان کہیں اور مجھ میں نہ ہو، وہ میرے نزدیک حل ہے، اور ہر وہ بات جو اہلِ علم کہیں اور مجھ میں نہ ہو وہ میرے نزدیک حرج ہے، کیونکہ علماء کی غیبت بدی کے طور پر ان کے بعد باقی رہتی ہے''۔

اِمام اعظم و مالک کے مابین مُذاکرہ:

دراوردی بیان کرتے ہیں:

''مَیں نے نمازِ عشاء کے بعد مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اِمام مالک رضی اللہ عنہ اور اِمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دونوں مذاکرہ اور باہم اِفہام و تفہیم کر رہے تھے اور باہمی مسائل و اَعمالِ مختلفہ اور دلائلِ مُتمسّکہ میں ایک دُوسرے کو خطا کار یا ملامت کیے بغیر بحث ہوتی رہی، یہاں تک کہ دونوں نے اس مجلس میں نمازِ فجر پڑھی''۔

پینتالیس سال ایک وضو سے نمازیں پڑھیں:

منصور بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ ابن مبارک کے پاس قادسیہ میں تھے کہ کوفہ کا ایک شخص آیا۔ اس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کی۔ اس پر عبداللہ بن مبارک نے اس سے فرمایا: خرابی ہو تیری! تو ایسے کی بدگوئی کرتا ہے جس نے پینتالیس سال ایک وضو سے نمازیں پڑھیں اور جس نے ایک رات میں دو رکعتوں میں پورا قرآن ختم کیا۔ مَیں جو فقہ کی تعلیم دیتا ہوں، وہی ہے جو مَیں نے امام صاحب سے حاصل کیا ہے۔

منقبت از عبداللہ بن مبارک:

سوید بن سعید المروزی بیان کرتے ہیں:

''میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے:

لقد زان البلاد من علیها — اِمام المسلمین ابو حنیفه
بآثار وفقه فی حدیث — کآثار الرموز علی الصحیفه
فما فی المشرقین له نظیر — ولا بالمغربین ولا بکوفه
رأیت القامعین له سفاهاً — خلاف الحق مع حجج ضغیفه

''اِمام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے شہروں اور ان کے رہنے والوں کو بلاشبہ مزین فرمایا اور حدیث کے آثار وفقہ سے اس طرح باخبر فرمایا جس طرح قرآن میں رموز وآثار ہیں۔ تو آپ کا نہ تو دونوں مشرق ومغرب میں کوئی نظیر ہے اور نہ کوفہ میں۔ مَیں نے بدگویوں کی بیوقوفیاں دیکھی ہیں کہ کمزور وضعیف باتوں سے حق کے خلاف کرتے ہیں''۔

منقبت از ابوالقاسم تمیمی:

ابوالقاسم غسان بن محمد بن عبداللہ بن سالم تمیمی اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت میں کہتے ہیں:

وضع القیاس ابو حنیفه کله — فأتی باوضح حجة و قیاس
والناس یبتغون فیها قوله — لما استبان ضیاؤه للناس

افدی الا مام ابا حنیفه ذلتقی من عالم بالشرع والمقیاس
سبق الائمة فالجمیع عیاله فیما تحرّاہ بحسن قیاس

''امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس و اجتہاد کے تمام قاعدے وضع کر کے خوب واضح حجت وقیاس کے ساتھ دیا ہے اور لوگ آپ کے قول کی پیروی کرتے ہیں، کیونکہ اس کی ضیاء لوگوں پر خوب روشن ہو چکی ہے۔ ہر عالمِ دین اور صاحبِ عقل و فراست ملاقات کرتے ہی اِمام ابوحنیفہ پر فدا ہو جاتا ہے۔ بعد والے تمام ائمہ آپ ہی کے عیال ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جس مسئلہ میں بھی اجتہاد کیا، خوب اجتہاد کیا''۔

ایک غیر فقہی مسئلہ کا حل:

مناقب ائمہ اربعہ کی ایک اور کتاب میں ہے کہ کسی شخص نے کسی جگہ مال کو دفن کیا پھر وہ اس جگہ کو بھول گیا اور اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرضِ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ فقہ کا مسئلہ تو ہے نہیں جس کا حل تجھے بتا دوں لیکن تو جا اور رات بھر صبح تک نماز پڑھ! شاید کہ تجھے دفینہ والی جگہ یاد آ جائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ چوتھائی رات سے پہلے ہی اسے جگہ یاد آ گئی۔ پھر اس نے آ کر اِمام صاحب کو اس کی خبر دی۔ فرمایا: تو جان لے کہ شیطان تجھے رات بھر عبادت میں مشغول نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس نے جلد ہی تجھے یاد کرا دیا۔ خرابی ہو تیری! بطورِ شکرانہ اپنی رات تو عبادت میں صرف کرتا۔

شعراء کی مدح:

بعض شعراء نے کہا:

الفقه منا ان اردت تفقها والجود والمعروف للمنتاب
و اذا ذکر ابا حنیفه فیهم خضعت له فی الرای کل رقاب

''ہمارے فقہ کو اگر تم سمجھنے کا ارادہ کرو گے تو ہر صاحبِ عقل سخاوت و نیکی ہی پر ہے؛ اور جب تم ان میں اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرو گے تو آپ کے اجتہاد پر ہر ایک کی گردنیں

جھک جائیں گی"۔

ابوالمؤید موفق بن احمد مکی فرماتے ہیں:

غدا مذهب النعمان خير المذاهب　كذا القمر الوضاح خير الكواكب

تفقه في خير القرون مع التقى　فمذهبه لاشك خير المذاهب

"یہ نعمان بن ثابت کا مذہب بہترین مذہب ہے، جس طرح چاند خوب روشن ہے اور ستاروں سے بہتر ہے۔ خیر القرون میں تقوے کے ساتھ فقہ مرتب ہوا، تو ان کا مذہب بلاشبہ بہترین مذہب ہے"۔ (مناقب ابی حنیفہ صفحہ 403)

بعضوں نے کہا:

ايا جبلي نعمان ان حصا كما　لتحصىٰ وما تحصىٰ فضائل نعمان

"اے نعمان کے نزدیکی پہاڑو! تمہاری کنکریاں شمار کی جاسکتی ہیں لیکن نعمان کے فضائل شمار نہیں ہوسکتے"۔ (عقود الجمان صفحہ 186)

علمِ شریعت کے سب سے پہلے مُدوّن:

مسند اِمام ابوحنیفہ کے جمع کرنے والوں میں سے ایک صاحب نے فرمایا:

"اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یہ صفت منفرد و خاص ہے کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علمِ شریعت کو مُدوّن کیا اور ابواب میں تقسیم فرمایا۔ پھر اس کی پیروی اِمام مالک بن انس نے "مؤطا" کی ترتیب میں فرمائی۔ اِمام صاحب سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اس لیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم علمِ شریعت کو نہ تو ابواب میں تقسیم کرکے رکھتے اور نہ کوئی کتاب مرتب ہوئی تھی بلکہ وہ اپنی قوتِ حافظہ پر اعتماد رکھتے تھے۔ پھر جب اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمایا کہ علم پھیلتا جارہا ہے تو انہیں ضائع ہونے کا خوف پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ نے اسے مُدوّن کرکے ابواب میں تقسیم کیا اور باب الطہارۃ سے شروع کیا، پھر باب الصلوٰۃ پھر تمام عبادات، پھر معاملات، پھر کتاب کو وراثت پر ختم فرمایا۔ طہارۃ وصلوٰۃ سے ترتیب شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ

دونوں عبادات میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ کتاب کی ترتیب کو وراثت پر ختم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انسان کی آخری حالت ہے اور اِمام صاحب ہی وہ پہلے فرد ہیں جنھوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو وضع فرمایا''۔

(جامع المسانید جلد 1 صفحہ 34 مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، لائل پور- پاکستان)

اسی بناء پر اِمام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں اِمام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔

(تاریخِ بغداد جلد 13 صفحہ 346 مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت- لبنان)

قاضیِ بصرہ کا ایک قول:

ابوسلیمان جرجانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن عبداللہ قاضیِ بصرہ نے فرمایا کہ ہم اہلِ کوفہ کے فقہ سے شروط کے مسائل دیکھتے ہیں۔ مَیں نے اُن سے کہا: علماء کے ساتھ اِنصاف زِیادہ اَچھا ہوتا ہے۔ اسے تو اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وضع فرمایا ہے۔ اب اگر تم کمی بیشی کر کے حسین اَلفاظ لے آؤ تو یہ اَچھا ہے لیکن تُم اُنہی کے شروط کو دیکھتے ہو حالانکہ اہلِ کوفہ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے قبل بھی تو شروط لاتے تھے۔ کُچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: اَپنی زندگی کی قسم! حق کو تسلیم کرنا باطل سے مُجادلہ سے زِیادہ بہتر ہے۔

(جامع المسانید جلد 1 صفحہ 34 و 35 مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، لائل پور- پاکستان)

طبرانی کی چند مرویات از ابوحنیفہ:

1- طبرانی ''معجم اَوسط'' میں بالاسناد نقل کرتے ہیں کہ عبدالوارث بن سعید ہم سے حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا تو اِمام ابوحنیفہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ سے ملا۔ میں نے اِمام صاحب سے سوال کیا: آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیع کی اور کوئی شرط لگائی؟ فرمایا: بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی۔ پھر ابنِ شبرمہ کے پاس گیا اور اُن سے بھی یہی سوال کیا۔ فرمایا: بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی۔ پھر ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا ان سے بھی یہی سوال کیا، فرمایا: بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ مَیں نے کہا: سبحان اللہ! عراق میں تین فقیہ ہیں اور تینوں ایک

مسئلہ میں مختلف ہیں۔ پھر اِمام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کی خبردی۔ فرمایا: مَیں نہیں جانتا کہ اُن دونوں نے جواب میں کیا کہا۔ مجھ سے عمرو بن شعیب، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا۔ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی۔ پھر مَیں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور اُنہیں اس کی خبردی۔ فرمایا: مَیں نہیں جانتا کہ دونوں نے کیا کہا۔ مجھ سے ہشام بن عروہ، وہ اپنے والد سے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے رِوایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اگر تم بریرہ کو خریدو تو اسے آزاد کر دینا۔ لہٰذا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ پھر مَیں ابنِ شبرمہ کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبردی۔ فرمایا: مَیں نہیں جانتا کہ دونوں نے کیا فرمایا۔ مجھ سے مسعر بن کدام، اُن سے محارب بن دثار نے، اُن سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اُونٹنی خریدی اور اسے مَدینہ پہنچانے کی شرط لگائی۔ لہٰذا بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز ہے۔

(معجم اوسط جلد 5 صفحہ 184 رقم الحدیث: 4358 مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض-سعودی عرب)

2- طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''اوسط'' میں بالاسناد حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تشہُد اور تکبیر اسی طرح تعلیم فرمائی جس طرح قرآن کی سورۃ تعلیم فرماتے تھے۔

طبرانی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ رِوایت نہ وہب سے اور نہ بلال سے کسی نے رِوایت کی۔ اس سند کے ساتھ اِمام صاحب مُنفرد ہیں۔

(معجم اوسط جلد 2 صفحہ 487 رقم الحدیث: 1840 مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض-سعودی عرب)

3- طبرانی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی عثمان نے ان سے ابراہیم نے ان سے اسماعیل نے ان سے اِمام ابوحنیفہ نے ان سے حماد بن سلمان نے ان سے ابراہیم نخعی نے ان سے علقمہ بن قیس نے ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دُعائے اِستخارہ اس طرح سکھائی جس طرح سورۂ قرآن سکھاتے

تھے۔ اِرشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اِستخارہ کرنا چاہے تو کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَااَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا الْاَمْرُ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَقَدِّرْہُ لِیْ وَ اِنْ کَانَ غَیْرَذٰلِکَ خَیْرٌ لِّیْ فَاھْدِ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّرَّ حَیْثُ کَانَ وَ اَرْضِنِیْ بِقَضَائِکَ۔ *

''اے اللہ! مَیں تیرے علم کے ساتھ اِستخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت سے مقدرت چاہتا ہوں اور تیرے فضلِ عظیم سے سوال کرتا ہوں۔ تُو ہی قادِر ہے، مَیں قدرت نہیں رکھتا اور تُو جانتا ہے، مَیں نہیں جانتا۔ تو ہر پوشیدہ امر کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر یہ کام میرے دِین و دُنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرما دے اور اگر میرے لیے اس کے غیر میں بہتری ہے تو جہاں بھلائی ہو، اس کی ہدایت فرما دے اور جہاں بُرائی ہو، اس سے مجھے پھیر دے اور مجھے اپنی قضاء وقدر کے ساتھ راضی کر دے''۔

(معجم اوسط جلد 4 صفحہ 437و438 رقم الحدیث: 3735 مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض۔سعودی عرب)

عزت ومکرمت والے:

خطیب ''المتفق والمفترق'' میں بروایتِ ابن سوید حنفی نقل کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: مَیں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کیونکہ آپ میرے لیے عزت ومکرمت

* ''معجم'' کے بعض اَلفاظ اِس دُعا سے مختلف ہیں۔ وہاں دُعا یُوں ہے:

اَللّٰھُمَّ انّی استخیرک بعلمک و استقدرک بقدرتک و اسئلک من فضلک فانّک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم انت علّام الغیوب اللّٰھمّ ان کان فی ھٰذا الامر خیرۃ فی دینی و دنیای و عاقبۃ امری فقدّرہ لی و ان کان غیر ذالک خیر لی فستھّل لی الخیر حیث کان و اصرف عنّی السوء حیث کان ورضّنی بقضائک۔

(معجم اوسط جلد 4 صفحہ 437و438 رقم الحدیث: 3735 مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض۔سعودی عرب)۔۱۲ احمد رضا

والے تھے کہ آپ کے نزدِیک غلبۂ اِسلام کے بعد جہاد کی طرف نکلنے یا حج کرنے میں کون سا محبوب ہے فرمایا: غلبۂ اِسلام کے بعد جہاد کرنا پچاس (50) حج سے زِیادہ افضل ہے۔

تَمَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

بِمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ تَعَالٰى جَلَّ اسْمُهٗ آج مورّخہ 11 شوال المکرم 1384ھ مطابق 14 فروری 1965ء رِسالۂ مبارکہ "تَبْيِيْضُ الصَّحِيْفَةِ فِيْ مَنَاقِبِ الْإِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ" للعلّامة المحدّث الامام جلال الدين ابو الفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر السيوطی الشافعی رحمه اللّٰه کا اُردُو ترجمہ مکمل ہوا۔ مولا تعالیٰ موجبِ ہدایت کرکے میرے اور میرے والدین واَساتذہ کے لیے توشۂ سعادت بنائے۔ آمین!

مترجم

غلام معین الدین نعیمی غُفِرَ لَہٗ

مآخذ ومراجع

1- تاریخِ بُغدادا ومدینۃ السلام از حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان

2- وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان المعروف بتاریخ ابن خلکان از امام شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت-لبنان

3- تہذیب الکمال فی اسماء الرجال از حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف مزّی مطبوعہ دارُالفکر، بیروت-لبنان

4- المعجم الاوسط حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض-سعودی عرب

5- مسند ابی داؤد طیالسی از حافظ سلیمان بن داؤد بن جارود فارسی بصری طیالسی مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت-لبنان

6- سنن ابی داؤد از امام حافظ سلیمان بن الاشعث ابی داؤد سجستانی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-پاکستان

7- حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء از حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان

8- صحیح بخاری از امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی-پاکستان

9- جامع ترمذی از امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-پاکستان

10- صحیح مسلم از امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ،

کراچی-پاکستان

11- جامع المسانید از امام ابوالمؤید محمد بن محمد خوارزمی مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، لائل پور-پاکستان

12- المستدرک علی الصحیحین از حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف حاکم نیشاپوری مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ، بیروت-لبنان

13- الاحسان فی تقریب صحیح ابنِ حبّان از امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی بُستی مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت-لبنان

14- مقدمۃ الہدایہ از مولوی محمد عبدالحی بن عبدالحلیم لکھنوی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-پاکستان*

15- مناقب ابی حنیفہ از امام ابوالمؤید موفق بن احمد مکی خوارزمی

16- عقود الجمان از محمد بن یوسف صالحی

17- الالقاب از شیرازی

18- المتفق والمفترق از حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی

19- کتاب العقلاء از ابن عبدالبر یوسف بن عبداللہ قرطبی

20- کتاب الانتصار از ابوالمظفر سمعانی

21- ذمّ الکلام از ابواسمٰعیل

22- الاحادیث المختارہ از ضیاء مقدسی

23- غایۃ الاختصار فی مناقب الاربعۃ ائمۃ الامصار
24- تاریخِ بخارا
{ جن کے مصنفین کا کتاب میں ذکر نہیں }

25- حافظ ابوبکر محمد بن عمر جنابی کی کتاب
26- حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی کتاب
{ جن کے نام مصنف نے ذکر نہیں کیے }

27- فتاوٰی از ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی

* اس کا حوالہ صرف حاشیہ از مترجم میں ہے۔

كل نفس ذائقة الموت — ہر جان کو موت چکھنی ہے

(آل عمران)

موت کے فضائل غسل میت کفن نماز جنازہ
قبر دفن اور زیارتِ قبور کا بیان



موت کا اسلامی نظریہ

تصنیف

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین قادری رضوی بہاری

مکتبہ فیض عالم لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ اعلیٰ حضرت
الحمد مارکیٹ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار لاہور پاکستان
042-7247301-0300-8842540

میلاد پبلیکیشنز
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
☎ 042-7220939
Mobile:0333-4503530

كل نفس ذائقة الموت ہر جان کو موت چکھنی ہے

آل عمران

موت کے فضائل غسل میت کفن نماز جنازہ
قبر دفن اور زیارتِ قبور کا بیان

موت کا اسلامی نظریہ

تصنیف
ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین قادری رضوی بہاری

مکتبہ فیض عالم لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ اعلیٰ حضرت
الحمد مارکیٹ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار لاہور پاکستان
042-7247301-0300-8842540

میلاد پبلیکیشنز
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
042-7220939
Mobile:0333-4503530